عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۱ | ۱۳ تا ۱۹ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ مطابق یکم تا ۷ ستمبر ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۳۳

تحریکِ ختمِ نبوت تاریخ کے آئینہ میں

سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کا خطاب

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

حضرت فاطمہؓ کا جہیز

مشتاق احمد بلوچ، کوئٹہ

س:...... سنت کے مطابق جہیز کی شرح کتنی ہے؟

ج:...... طبقات ابن سعد اور مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصتی کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں جو کچھ دیا وہ: ایک چار پائی، ایک بڑی چادر، ایک چمڑے کا تکیہ جو کھجور کی چھال یا خوشبودار گھاس اذخر سے بھرا ہوا تھا، ایک مشکیزہ، دو گھڑے اور آٹا پیسنے کی چکی پر مشتمل تھا۔

جہیز قرض لے کر رخصتی کرنا

س:...... اگر پورا جہیز قرض کی صورت میں لیا گیا ہے تو کیا رخصتی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

ج:...... موجودہ جہیز تو خالص ہندوانہ رسم ہے، اس کے لئے قرض لینے کے تکلف کی کیا ضرورت ہے؟ تاہم اگر کسی سے قرض لے کر جہیز کا تکلف کیا اور بیٹی رخصت کی تو رخصتی جائز ہے۔

جہاد فرض عین یا فرضِ کفایہ؟

محمد ہاشم، کراچی

س:...... موجودہ حالات جن سے پوری دنیا کے مسلمان گزر رہے ہیں، وہ آپ کے سامنے ہیں، کیا موجودہ حالات میں مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟

ج:...... قطع نظر اس کے کہ جہاد فرض ہے یا نہیں، اس وقت مسلمان تشتت و انتشار کا شکار ہیں اور مسلمانوں کے خلاف اعدائے اسلام کے پروپیگنڈا سے مسلمان عوام اور حکمران اس قدر متاثر ہیں کہ وہ خود تو اسلام دشمنوں کے خلاف کیا آواز اٹھاتے، الٹا جو دین دار مسلمان ان کے ''بڑوں'' کے خلاف عداوت و بغض کے دلی جذبات رکھتے ہیں، وہ خود اپنے ہاتھوں پکڑ کر انہیں اعدائے اسلام کے حوالے کر دیتے ہیں ایسے میں کوئی مسلمان کیا کر سکتا ہے؟ پھر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جہاد کے لئے مسلمانوں کا کوئی امیر ہونا چاہئے، جو ان کی قیادت و سربراہی کا فریضہ انجام دے، اب جبکہ ان کے نام نہاد امیر ہی اسلام اور مسلمانوں کے بجائے اعدائے اسلام کی محبت کی زلف کے اسیر ہوں، ایک مسلمان انفرادی حیثیت سے کیا کر سکتا ہے؟ یہی ناں کہ ان کے لئے دعا کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے نام نہاد حکمرانوں کو ہدایت عطا فرمائے اور ان کو ہمت و جرأت نصیب فرمائے بہر حال اندریں حالات پاکستان کے مسلمانوں پر جہاد فرض کفایہ ہے۔

مہر معجل اور غیر معجل میں فرق

محمد انور، دبئی (یو اے ای)

س:...... حق مہر معجل اور حق مہر غیر معجل میں کیا فرق ہے اور دونوں کی ادائیگی کی کیا صورت ہے؟

ج:...... فوری ادائیگی والے حق مہر کو معجل کہتے ہیں اور تاخیر سے ادائیگی والے کو مؤجل کہتے ہیں۔

ماہ صفر میں شادی بیاہ

س:...... کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صفر کے مہینے میں شادی کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس ماہ میں مصیبتوں کا نزول ہوتا ہے، اس لئے شادی کرنا ٹھیک نہیں ہے، کیا یہ درست ہے؟

ج:...... صفر کے مہینہ میں شادی بیاہ کرنا جائز اور درست ہے، صفر کے مہینہ کے بارہ میں زمانہ جاہلیت میں منحوس ہونے کا تصور تھا، اسلام نے اس کو منحوس نہیں بلکہ صفر الخیر قرار دیا ہے یعنی خیر والا صفر۔ اس لئے یہ کہنا کہ اس ماہ میں مصیبتیں نازل ہوتی ہیں سراسر غلط اور من گھڑت ہے۔

☆☆............☆☆

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۱ — ۱۳تا۱۹ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ مطابق یکم تا ۷ ستمبر ۲۰۱۲ء — شمارہ:۳۳

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

دارالعلوم کراچی پر فورسز کی یلغار	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا تاریخی و آئینی فیصلہ	۷	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء۔ تاریخ کے آئینہ میں!	۱۱	ترتیب: مولانا قاضی احسان احمد
جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کا ایوان میں خطاب!	۱۷	مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت (۱۳)	۲۱	مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ
مولانا گل شیر شہیدؒ کی صاحبزادی کا سانحہ ارتحال	۲۳	حافظ نصیر الدین چونترہ
تعلیم و تربیت پر ماحول کے اثرات	۲۵	محمد اعجاز مصطفیٰ

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

دوستی کس سے لگائی جائے؟

"حدثنا محمد بن بشار نا ابو عامر وابو داؤد قالا: نا زهير بن محمد ثني موسى بن وردان عن ابي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الرجل على دين خليله، فلينظر احدكم من يخالل. هذا حديث حسن غريب." (ترمذی، ج:۲، ص:۶۰)

ترجمہ:... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس تم میں سے ہر ایک شخص کو دیکھ لینا چاہئے کہ وہ کس سے دوستی رکھتا ہے؟"

مطلب یہ کہ آدمی کی دوستی اسی کے ساتھ ہوگی جس کے ساتھ اس کو طبعاً مناسبت ہو، بغیر طبعی مناسبت اور قدرِ مشترک کے دو شخصوں کے درمیان دوستانہ جوڑ ہو ہی نہیں سکتا، یہی وجہ ہے کہ نیک آدمی کی دوستی نیکوں کے ساتھ ہوتی ہے، اور بُرے کی بُروں کے ساتھ، دُنیادار کی اہلِ دُنیا کے ساتھ، اور دین دار کی اہلِ دین کے ساتھ، وغیرہ۔ پس اگر یہ دیکھنا چاہو کہ فلاں شخص کس مذاق کا ہے؟ تو یہ دیکھو کہ اس کی نشست و برخاست اور اُلفت ومحبت کن لوگوں کے ساتھ ہے؟ جس قماش کے اس کے یار اور ہم جولی ہوں گے، اسی مزاج کا یہ بھی ہوگا۔

اور پھر آدمی کی طبیعت سارقہ (چوری کرنے والی) واقع ہوئی ہے، اس میں فطری طور پر اَخذ و انفعال کا مادّہ رکھا گیا ہے، جس کے ساتھ اس کی اُلفت ومحبت اور رفاقت، مصاحبت ہوگی، یہ دانستہ و نادانستہ اس کے اَخلاق وعادات اور اوصاف وخصائل کو اَپناتا چلا جائے گا، اور اُلفت ومحبت میں جتنا اضافہ ہوگا اسی قدر دوست کے ساتھ ہم رنگی بھی بڑھتی جائے گی۔ یہ انسانی نفسیات کا ایک عظیم اُصول ہے جس کی طرف حکیم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دِلائی ہے۔

پہلا فقرہ تو ایک نفسیاتی اُصول کی حیثیت رکھتا ہے، دُوسرا فقرہ تشریعی حکم ہے، یعنی جب معلوم ہوا کہ آدمی اپنے دوست کے دین و اَخلاق کو اَپناتا ہے تو آدمی کو خوب غور وفکر سے دوستی کا تعلق قائم کرنا چاہئے، اور یہ دیکھ لینا چاہئے کہ وہ کسی اچھے آدمی سے دوستی کر رہا ہے یا بُرے سے؟ اچھے آدمی سے دوستی کرنا محمود اور موجبِ سعادت ہے، اور بُرے سے یارانہ گانٹھنا مذموم اور موجبِ شقاوت ہے۔

انسان کے مال واولاد اور عمل کی مثال

"حدثنا سويد نا عبدالله نا سفيان بن عيينة عن عبدالله بن ابي بكر قال: سمعت انس بن مالك يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يتبع الميت ثلاث، فيرجع اثنان ويبقى واحد، يتبعه اهله وماله وعمله، فيرجع اهله وماله ويبقى عمله. هذا حديث حسن صحيح." (ترمذی، ج:۲، ص:۶۰)

ترجمہ:... "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میت کے پیچھے (قبر تک) تین چیزیں جاتی ہیں، دو واپس لوٹ آتی ہیں اور ایک باقی رہ جاتی ہے، اس کے پیچھے اس کے اہل و عیال، اس کا مال اور اس کا عمل جاتا ہے، اہل و عیال اور مال واپس آجاتے ہیں اور عمل باقی رہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

جاتا ہے۔"

آدمی کے تین دوست ہیں، جن کے لئے یہ جان کھپاتا ہے، ایک اس کا مال، دُوسرے اس کے خویش، اور تیسرا اس کا عمل۔ مال کی وفاداری تو جیتے جی تک ہے، جونہی رُوح وتن کا رشتہ ختم ہوا، اس کا مال اس کی مِلک سے نکل کر وارثوں کی مِلک میں چلا گیا، اور اہل وعیال اور عزیز واقارب کی وفاداری قبر تک ہے، جونہی اسے قبر میں دفن کیا گیا اہل وعیال، عزیز و اقارب اور دوست احباب نے اس سے منہ موڑ لیا، اور منوں مٹی ڈال کر واپس گھر لوٹ آئے۔ البتہ عمل کا ساتھ ہمیشہ رہتا ہے، قبر میں بھی اور حشر میں بھی، اس لئے عقل کا مقتضا یہ ہے کہ جو سب سے زیادہ وفادار ہے یعنی عمل، اس کے ساتھ سب سے زیادہ وفاداری کی جائے۔ عمل کی وجہ سے اگر کچھ مال کا نقصان ہوتا ہے، یا اہل وعیال اور دوست احباب ناراض ہوتے ہیں، ان کی پروا نہ کی جائے۔ لیکن عام لوگوں کا رویہ بالکل برعکس ہے، وہ مال کی وجہ سے اپنے عزیز و اقارب سے بگاڑتے ہیں، اور عزیز واقارب کی خاطر عمل کو برباد کرتے ہیں۔ اس حدیث میں تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ سب سے مقدم عمل ہے، اور اس بات سے بھی آگاہ فرمایا گیا ہے کہ قبر اور حشر میں (بلکہ اس سے پہلے نزع کی حالت میں بھی) آدمی کے ساتھ اس کے اعمال کے مطابق معاملہ ہوگا، اگر نیک اعمال کا ذخیرہ ساتھ لے کر گیا تو راحت ورضوان کا مستحق ہوگا، اور اگر بُرے اعمال کا بوجھ لاد کر لے گیا تو اس کے مطابق سزا کا مستحق ہوگا، پھر نہ اس کا مال کام آئے گا اور نہ اہل وعیال اس کا بوجھ بٹائیں گے۔ حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں اپنی رحمت ورضوان سے نوازیں، آمین!

☆☆......☆☆

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم کراچی پر فورسز کی یلغار

دینی اداروں کو بدنام کرنے کی سازش!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

دین اسلام اور دینی مدارس باہم لازم وملزوم اور دنوں کی تاریخ ابتدا اور تاریخ عروج وزوال تقریباً ایک ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعثت اور منصب نبوت عطا ہونے کے بعد مکۃ المکرمہ میں رہتے ہوئے دارارقم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو دین اسلام کی تعلیم دیتے تھے، ہجرت کے بعد مدینہ المنورہ میں صفہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا اور وہاں چار سو تک طلبا کرام بیک وقت رہائش پذیر ہوتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین اسلام سیکھتے تھے۔ اس کے بعد صحابہ کرامؓ، فقہائے عظام اور محدثین کے ادوار میں یہ مدارس قائم رہے اور برصغیر پاک وہند میں انہی دینی مدارس سے محب دین مسلمانوں کی اولادیں دینی تعلیم حاصل کرتی رہیں اور امت مسلمہ کی راہبری کرتی رہیں۔

لیکن منافقین اور یہود ونصاریٰ کے پروردہ ہمیشہ ان دینی مدارس کے مخالف رہے، کبھی کہتے: لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا ... کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو لوگ رہتے ہیں ان پر خرچ نہ کرو تاکہ یہ لوگ بھاگ جائیں... اور کبھی اپنے ممالک اور علاقوں سے ان کو نکل جانے کا حکم دیا دیتے۔

کچھ عرصہ سے ہمارے ملک پاکستان کی اشرافیہ اور لادین طبقہ ان مدارس کی آزادی، حریت، خودمختاری کی مخالفت اور ان کے وجود سے جھنجھلاہٹ کا شکار نظر آتا ہے۔ جس کی بناپر کبھی طالبات کی تعلیم گاہ جامعہ حفصہ کو بم اور بارود سے صفحۂ ہستی سے مٹاتا ہے تو کبھی دینی مدارس کے طلبا کو دہشت گرد اور بیرونی ممالک سے دینی تعلیم کے حصول کے لئے آنے والے طلبا کرام پر پابندی لگاتا ہے تو کبھی ملک پاکستان کی عظیم دینی درس گاہ دارالعلوم کراچی کورنگی پر فورسز کے ذریعے یلغار کرکے دینی اداروں کو بدنام کرنے کی سازش کرتا ہے۔ حالیہ دنوں رمضان المبارک کے مقدس ماہ میں دارالعلوم کراچی کورنگی پر فورسز کی یلغار کے غمناک اور اندوہناک واقعے کی تفصیلات اس خبر میں ملاحظہ ہوں:

”کراچی (اسٹاف رپورٹر) معروف دینی درسگاہ جامعہ دارالعلوم کراچی میں پولیس اور رینجرز کے آپریشن کی علماء کرام، سیاسی و مذہبی جماعتوں کے راہنماؤں نے شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مولانا عبدالمجید لدھیانوی اور مرکزی نائب امیر شیخ الحدیث ڈاکٹر مولانا عبدالرزاق اسکندر نے مذکورہ واقعے کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ دارالعلوم کراچی جیسے بے ضرر ادارے پر شیخ الاسلام اور مفتی اعظم جیسی محب وطن اور امن کا درس دینے والی شخصیات کی موجودگی میں چھاپہ مارنا انتہائی قابل مذمت ہے۔

رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین مفتی منیب الرحمٰن نے کہا کہ بلاوجہ مدارس پر چھاپہ مارنا انتہائی افسوسناک عمل ہے، اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ جمعیت علماء پاکستان کے امیر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نے کہا کہ اس طرح کے واقعات سے مذہبی حلقوں میں تشویش پیدا ہوگی۔ جمعیت علماء اسلام کراچی کے امیر قاری محمد عثمان نے جامعہ دارالعلوم کراچی پر چھاپے کو حکومت کا دینی مدارس پر حملہ قرار دیتے ہوئے اس کی شدید مذمت کی اور کہا ہے کہ حکومت ہوش کے ناخن لے، ملک پہلے ہی بحرانوں اور تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے، دینی مدارس جو اسلام کے قلعے اور شعائر اسلام میں داخل ہیں، ان کی عظمت وتقدس کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی تو یہ براہ راست اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ دارالعلوم کراچی پر بلا جواز چھاپے کے خلاف علماء کرام آخری حد تک جا کر راست اقدام پر مجبور ہوں گے، دینی مدارس لاوارث نہیں۔ جمعیت علماء اسلام (س) کے صوبائی راہنما مفتی عثمان یار خان نے کہا کہ دارالعلوم کراچی کے اکابرین کسی مذہبی وسیاسی تنظیم سے تعلق نہیں رکھتے، وہ پُرامن طریقے سے دینی تعلیم کو فروغ دے رہے ہیں، ایسے پُرامن دینی ادارے پر شب خون مار کر حکومت ماحول خراب کرنا چاہتی ہے، جسے ہم سب مل کر ناکام بنائیں گے۔ جماعت اسلامی سندھ کے امیر اسداللہ بھٹو نے کہا کہ حکومت اس طرح کی حرکتوں سے لادین قوتوں کو خوش اور مذہبی قوتوں کو خوفزدہ کرنا چاہتی ہے، ہر کلمہ گو مسلمان مدارس اور مساجد کی حفاظت کے لئے جان دینے کے لئے تیار ہے۔ اہلسنت والجماعت کراچی کے صدر مولانا اورنگزیب فاروقی نے کہا کہ دارالعلوم کراچی پر چھاپہ مدارس کو بدنام کرنے کی سازش ہے۔ جامعہ بنوریہ کے مہتمم مفتی محمد نعیم نے کہا کہ حکومت مدارس کا پُرامن ماحول خراب کرنے کی کوشش نہ کرے، کسی بھی مدرسے کو ذرہ برابر نقصان پہنچا تو اس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ انصار الامہ کے راہنما عبداللہ شاہ مظہر، مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے نور المبین ودیگر نے بھی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ مدارس کے تحفظ کے لئے ہم ہر وقت تیار ہیں اور اکابرین جو بھی حکم دیں گے، ہم حاضر ہیں۔‘‘ (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۱؍اگست ۲۰۱۲ء)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور تمام مسالک کے دینی وتعلیمی بورڈز کے سربراہان اور مذہبی جماعتوں کے راہنماؤں اور ذمہ داران نے اس واقعہ کی تفصیلات بتانے اور آئندہ کالائحہ عمل عوام تک پہنچانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر واقع جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی میں پریس کانفرنس کا انعقاد کیا، جس کی روئیداد درج ذیل خبر میں ملاحظہ فرمائیں:

’’کراچی (رپورٹ: سرفراز حسین باجوہ) علمائے کرام اور مذہبی راہنماؤں نے دارالعلوم کراچی کے محاصرے اور سرچ آپریشن کو مدارس کے خلاف ایک منظم سازش قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ وزیراعظم راجہ پرویز اشرف کو معافی مانگنے کے لئے خود آنا ہوگا، ڈی جی رینجرز یا آئی جی پولیس کی جانب سے کوئی وضاحت قبول نہیں کی جائے گی۔ اس حوالے سے عید تک کا الٹی میٹم دیتے ہوئے خبردار کیا گیا ہے کہ حکومت نے غیر سنجیدگی دکھائی تو رمضان المبارک کے بعد سخت لائحہ عمل اختیار کیا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار بدھ کے روز وفاق المدارس العربیہ، رابطۃ المدارس، وفاق المدارس العربیہ (السلفیہ)، علمائے کرام اور مختلف مذہبی جماعتوں کے راہنماؤں نے باب رحمت مسجد میں مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی، ناظم اعلیٰ دارالعلوم کراچی، مولانا راحت علی ہاشمی، ناظم تعلیمات جامعہ دارالعلوم کراچی استاذ الحدیث مولانا عزیز الرحمٰن، تحریک غلبۂ اسلام کے عبداللہ شاہ مظہر، جامعہ رشیدیہ کے مفتی محمد قاری عبدالمنان نقشبندی، حرکت المجاہدین کے عبدالرحمٰن، جامعہ بنوریہ کے ناظم اعلیٰ مولانا غلام رسول، مولانا سیف اللہ ربانی اور مفتی حماداللہ مدنی سمیت علمائے کرام کی ایک بہت بڑی تعداد وہاں موجود تھی۔ جماعت اسلامی کے رابطۃ المدارس کے سربراہ قاری عمر اختر منصوری، وفاق المدارس السلفیہ سندھ کے صدر مولانا یوسف قصوری،

(باقی صفحہ ۲۴ پر)

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا تاریخی وآئینی فیصلہ!

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

چودھویں صدی کا سب سے تاریک اور سب سے بدتر فتنہ قادیانیت ہے، جس کے دو پہلو ہیں، ایک پہلو اعتقادی اور دینیاتی اور دوسرا سیاسی ہے، اعتقادی لحاظ سے:

☆...قادیانیت اسلام کے متوازی ایک نیا دین ہے۔

☆...نبوت محمدیہ کے متوازی ایک نئی نبوت۔

☆...قرآن کریم کے متوازی نئی وحی۔

☆... اسلامی شعائر کے متوازی قادیانی شعائر۔

☆...اُمت محمدیہ کے متوازی ایک نئی اُمت۔

☆...مسلمانوں کے مکہ مکرمہ کے مقابلے میں نیا مکۃ المسیح۔

☆... مدینہ منورہ کے مقابلے میں مدینۃ المسیح۔

☆...اسلامی حج کے مقابلے میں ظلی حج۔

☆...اسلامی خلافت کے مقابلے میں قادیانی خلافت۔

☆... امہات المؤمنین کے مقابلے میں قادیانی اُم المؤمنین۔ وغیرہ وغیرہ۔

مرزا محمود احمد صاحب (قادیانیوں کے خلیفہ دوم) نے اسلام اور قادیانیت کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا تھا:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے (مسلمانوں سے) اختلاف ہے۔"

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ۳۰؍جولائی ۱۹۳۱ء)

اس طرح مرزا قادیانی کی اس نئی نبوت اور نئے دین کو نہ ماننے والے مسلمان کافر اور جہنمی قرار پائے، چنانچہ مرزا قادیانی کا الہام ہے:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا، اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔" (اشتہار معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص:۲۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے لڑکے مرزا محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص:۳۵)

مرزا قادیانی کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل ص:۱۱۰)

بنیادی طور پر قادیانیت ہمیشہ انگریز کی حلیف اور اسلام اور مسلمانوں کی حریف ہے۔ قرآن کریم، یہود اور مشرکین کو مسلمانوں کا سب سے بدتر دشمن قرار دیتا ہے، مگر ان کے بعد قادیانی مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ قادیانیوں کے خلیفہ دوم مرزا محمود صاحب نے اپنے مریدوں کو اسلام کی مخالفت کی بار بار تاکید کی ہے، مثلاً:

الف:..."ساری دنیا ہماری دشمن ہے، اور جب تک ہم ساری دنیا کو احمدیت میں شامل نہ کرلیں ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں۔"

(اخبار الفضل قادیان ۲۵؍اپریل ۱۹۳۰ء)

ب:..."ہماری بھلائی کی صرف ایک صورت ہے، اور وہ یہ کہ ہم تمام لوگوں کو اپنا دشمن سمجھیں۔" (الفضل ۲۵؍اپریل ۱۹۳۰ء)

ج:..."وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) پر ایمان رکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ سب کچلے جائیں گے صرف ہم باقی رہیں گے۔"

(الفضل ۳ر اپریل ۱۹۲۸ء)

د:... "جب تک تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے تمہارے راستے کے کانٹے دور نہیں ہو سکتے۔" (الفضل ۲۵ر اپریل ۱۹۳۰ء)

قادیانیوں کی اسلام دشمنی کا ایک مظہر یہ ہے کہ مسلمانوں پر جب بھی افتاد پڑی تو قادیانیوں نے اس پر خوشی کے شادیانے بجائے، مثلاً جب جنگ عظیم میں اسلام دشمن طاقتیں ترکی کو تاراج کر رہی تھیں، قادیانی خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے، اور قادیانیوں کا سرکاری اخبار "الفضل" بڑی بے دردی سے اعلان کر رہا تھا:

الف:... "ترکی حکومت اسلام کے لئے مفید ثابت ہونے کے بجائے مضر ثابت ہوئی ہے، اگر وہ اپنی بداعمالی اور بدکرداری کے باعث تباہ ہوتی ہے تو مٹنے دو۔ اور یاد رکھو کہ ترک اسلام نہیں۔" (الفضل ۲۳ر مارچ ۱۹۱۵ء)

ب:... "قادیان سے تعلق رکھنے والے کسی احمدی کا عقیدہ نہیں سلطان ترکی خلیفۃ المسلمین ہے۔" (الفضل ۱۹ر فروری ۱۹۲۰ء)

ج:... "ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے خلیفۂ ثانی ہیں اور بادشاہ حضور ملک اعظم (جارج پنجم فرمانروائے برطانیہ)۔" (الفضل ۲۲ر دسمبر ۱۹۱۹ء)

اور جب انگریزی فوجیں عروس البلاد بغداد شریف کو پامال کر رہی تھیں، تب پورا عالم اسلام خون کے آنسو رو رہا تھا مگر قادیانی، قادیان میں خوشی کا جشن منا رہے تھے، چراغاں کیا جا رہا تھا اور قادیانیوں کا سرکاری اخبار بڑے فخر سے اعلان کر رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں کہ:

"میں مہدی ہوں، اور گورنمنٹ برطانیہ میری تلوار ہے۔ (جیسا مہدی ویسی تلوار... ناقل) اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح (یعنی انگریزوں کی بغداد پر فتح) پر کیوں خوشی نہ ہو، عراق، عرب ہو یا شام، ہر جگہ ہم اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔" (الفضل ۷ر دسمبر ۱۹۱۸ء)

یہ اسلام دشمنی کا وہ گھناؤنا مظاہرہ ہے جس کی توقع صلیب پرستوں یا ان کے زلہ بار قادیانیوں ہی سے کی جا سکتی ہے۔ قادیانی اسلام کی مخالفت میں اس پست سطح پر اتر آئے ہیں کہ وہ تمام اسلامی ممالک پر برطانیہ کا تسلط دیکھنا چاہتے ہیں، کیونکہ انگریزی حکومت ان کے خود ساختہ مہدی کی تلوار ہے۔

قادیانیت کی اسلام سے بغاوت اور پھر اسلام دشمنی کے گھناؤنے کردار کو دیکھتے ہوئے علامہ اقبال مرحوم نے اس وقت کی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ قانونی طور پر قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ اقلیت تسلیم کرے، لیکن انگریز اپنے خود کاشتہ پودے (قادیانیت) کے حق میں مسلمانوں کا یہ مطالبہ کیسے تسلیم کر سکتا تھا۔ چنانچہ انگریزی دور میں قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کی جاسوسی کرتے رہے، قیام پاکستان کے بعد ملکی حالات بہت کمزور تھے، اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے اپنے جامہ سے باہر پاؤں پھیلانا شروع کئے، اور پورے پاکستان کو یا کم از کم بلوچستان کو مرتد کرنے کا اعلان کر دیا، اس سے مسلمان مشتعل ہو گئے، ۱۹۵۳ء کی تحریک چلی اور وہی مطالبہ کیا گیا جو علامہ اقبال نے انگریزی حکومت سے کیا تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، لیکن اس وقت کی حکومت پر قادیانیوں کا گہرا تسلط تھا، اس لئے مسلمانوں کے مطالبہ کو ٹھکرا دیا گیا، اور فوج کی طاقت سے تحریک کو کچل دیا گیا، شہیدان ختم نبوت کے خون سے نہ صرف بازار اور سڑکیں لالہ زار ہوئیں، بلکہ دریائے راوی کی موجیں ان لاشوں کا مدفن بنیں۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت اگرچہ کچل دی گئی، لیکن اس سے قادیانیت کو اپنی قدر و قیمت معلوم ہو گئی، اور اس کا غلغلہ تھم گیا، نیز قدرت کی بے آواز لاٹھی نے ان تمام لوگوں سے انتقام لیا جنہوں نے تحریک ختم نبوت سے غداری کی تھی، خواجہ ناظم الدین صاحب، ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارت خارجہ سے الگ کرنے پر آمادہ نہ تھے، قدرت نے قادیانی وزارت خارجہ کے ساتھ خواجہ ناظم الدین کی وزارت عظمیٰ پر بھی خط تنسیخ کھینچ دیا، خواجہ صاحب بڑے بے آبرو ہو کر کوچۂ وزارت سے نکلے ——— اور آخر تک ان کا سیاسی وقار بحال نہ ہو سکا۔ پنجاب سے دولتانہ حکومت رخصت ہوئی، اور پھر کبھی ان کو حکومت کا خواب دیکھنا نصیب نہ ہوا۔

۱۹۷۱ء کے انتخابات میں قادیانی، مسٹر بھٹو کے حلیف تھے اور انہوں نے بھٹو صاحب کو جتوانے میں ہر ممکن تعاون کیا تھا۔ چنانچہ جب پاکستان کو دو ٹکڑے کر کے مسٹر بھٹو تخت اقتدار پر براجمان ہوئے تو قادیانیوں کے لئے ایک بار پھر مسٹر ظفر اللہ خاں کا دور لوٹ آیا۔ اور انہوں نے نہ صرف تعلیم گاہوں میں قادیانی ارتداد کی تبلیغ شروع کر دی۔ بلکہ مسلمانوں کے گھروں اور مسجدوں میں بھی اشتہارات اور پمفلٹ پھینکنے شروع کر دیے۔ قادیانی نجی مجلسوں میں مسلمانوں کو دھمکیاں دینے لگے کہ ان کی حکومت عنقریب قائم ہونے والی ہے، اور قادیانیوں کے خلیفہ ربوہ نے اشاروں، کنایوں میں قادیانیوں کو خاص قسم کی تیاریوں کا حکم دے دیا، لیکن قدرت ایک بار پھر ان کے غرور کو خاک میں ملانا چاہتی تھی۔ قادیانیوں نے ربوہ اسٹیشن پر نشتر کالج ملتان کے طلباء پر اپنی قوت کا مظاہرہ کیا۔ اور نو جوان طلباء کو لہولہان کر دیا، اس سے پورے ملک میں قادیانیوں کی اسلام دشمنی کے خلاف نفرت و بے زاری کی تحریک پیدا ہوئی اور ملک

کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک یہ مطالبہ کیا جانے لگا کہ:

☆:۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

☆:۔۔۔ان کو کلیدی مناصب سے برطرف کیا جائے۔

☆:۔۔۔ان کی اسلام کش سرگرمیوں کا تدارک کیا جائے۔

تحریک کو نظم وضبط کا پابند رکھنے کے لئے ایک ''مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' وجود میں آئی، جس میں ملک کی تمام سیاسی ومذہبی جماعتوں نے شرکت کی۔

بھٹو حکومت کے لئے یہ تحریک ''دوگونہ عذاب است جان مجنوں را'' کے مصداق تھی، ایک طرف بھٹو شاہی کے محبوب حلیف قادیانی تھے، اور دوسری طرف مسلمانوں کا مجموعی ردعمل تھا۔

بھٹو صاحب نے اس تحریک کو کچلنے کے لئے تمام حربے استعمال کئے، لاکھوں افراد کو جیلوں میں بند کیا گیا، مسلمانوں کے جلسوں، جلوسوں پر پابندی لگانے کی کوشش کی گئی۔

اور جیلوں میں علماء وطلباء اور وکلاء کو نہایت غیر شریفانہ اذیتیں دی گئیں۔ قرطاس ابیض سے یہ بات بالکل کھل کر سامنے آگئی ہے کہ بھٹو شاہی، قادیانیوں کی ناز برداریوں میں تمام سابقہ حکومتوں سے سبقت لے گئی تھی، وہ قادیانی مسئلہ کے حل کرنے میں قطعی مخلص نہ تھی، بلکہ اس مسئلے کو کھٹائی میں ڈالنے، تحریک کو کچلنے اور معاملے کو اُلجھانے کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہی تھی، مثلاً:

حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت، جو اس تحریک کے قائد اور روح رواں تھے، ان کو بدنام کرنے کے لئے تمام اخبارات میں لاکھوں روپے کے بڑے بڑے اشتہارات شائع کئے گئے، جن میں بالکل لچر اور بے ہودہ الزامات عائد کئے گئے، مقصد یہ تھا کہ قیادت بدنام اور تحریک غیر موثر ہوجائے، یہ ''مقدس فریضہ'' مولانا کوثر نیازی، پیر علی محمد راشدی اور یوسف بچ پر مشتمل ایک کمیٹی انجام دے رہی تھی۔

جسٹس صمدانی نے سانحہ ربوہ کی تحقیقاتی رپورٹ مرتب کی تھی، جس میں بھرپور دلائل وشواہد کی روشنی میں لکھا گیا تھا کہ حکومت قادیانیوں کی بے جا حمایت کررہی ہے، اور اس اشتہاری مہم سے عوام محسوس کررہے ہیں کہ اس میں حکومت کے محکمہ اطلاعات کا ہاتھ ہے۔

جب یہ رپورٹ آخری منظوری کے لئے مسٹر بھٹو کے دربار معلی میں پیش ہوئی تو انہوں نے اس پر یہ نوٹ لکھا کہ:

''اس رپورٹ کو اس طرح شائع کیا جائے کہ لوگ سمجھیں کہ حکومت نے صحیح فیصلہ کیا ہے، یہ نہ ہو کہ لوگ ان حقائق کو پڑھ کر قادیانیوں سے برہم ہوجائیں، اس بات کا خاص خیال رکھا جائے۔''

گویا بھٹو صاحب یہ حکم صادر فرمارہے تھے کہ اس رپورٹ کو شائع کرنا ہو تو ردوبدل اور تنسیخ کے بعد شائع کیا جائے، چنانچہ آج تک یہ رپورٹ شائع نہیں ہوئی۔ اور نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اپنی اصل حالت میں باقی بھی ہے یا مسخ کردی گئی ہے۔ الغرض مسٹر بھٹو ہر ممکن طریقے سے تحریک کو کچلنا اور قادیانیوں کی پاسبانی کرنا چاہتے تھے، لیکن جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو بھٹو صاحب نے قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کی حیثیت دے کر اس مقدمہ کا فیصلہ اس کے سپرد کردیا۔

بھٹو صاحب شاید یہ خیال کرتے تھے کہ اسمبلی کے ارکان کی اکثریت ان کی پارٹی کی ہے، اس کے ذریعہ مسلمانوں کے مطالبہ کو آئینی طور پر ٹالا جاسکے گا، لیکن معاملہ ان کی خواہشات کے برعکس ہوا۔ قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر نے اپنی جماعت کا موقف پیش کیا، اور گیارہ دن اس پر جرح ہوئی، لاہوری جماعت کے سربراہ مسٹر صدرالدین صاحب نے اپنی جماعت کا موقف پیش کیا، اور دو دن اس پر جرح ہوئی۔ ان بیانات اور ان پر کی گئی جرح سے قادیانیوں کا کفر وارتداد سب ارکان اسمبلی پر کھل گیا، اور ہر رکن اسمبلی کو معلوم ہوگیا کہ واقعۃً قادیانیت، اسلام کی ضد ہے۔

اسمبلی کے سامنے ایک قرارداد سرکاری پارٹی کی جانب سے پیش کی گئی تھی، اور ایک حزب اختلاف کی جانب سے، ان دونوں پر اسمبلی کو بحیثیت خصوصی کمیٹی کے غور کرنا تھا، چنانچہ خصوصی کمیٹی نے اسمبلی کے سامنے پیش کی گئی قراردادوں پر غور کرنے، دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور گواہوں ـــــ بشمول سربراہان انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور ـــــ کی شہادتوں اور جرح پر غور کرنے کے بعد حسب ذیل سفارشات پیش کیں:

ا:۔۔۔پاکستان کی دفعہ ۱۰۶ (۳) میں ترمیم

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی
فون: 2545573

کرکے غیرمسلم اقلیتوں میں قادیانیوں کا نام درج کیا جائے، نیز دفعہ ۲۶۰(۲) کے بعد حسب ذیل شق کا اضافہ کیا جائے:

(۳) ”جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیرمشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔“

۲:...مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے:

”(تشریح) کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۲۶۰ کی شق (۳) کی تصریحات کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔“

۳:...متعلقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد ۱۹۷۴ء میں منتخبہ قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں گی۔

۴:...پاکستان کے تمام شہریوں کے، خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

یہ سفارشات جب مسٹر بھٹو کے سامنے پیش ہوئیں تو انہوں نے قادیانیوں کو بچانے کی ایک بار پھر کوشش کی، اور اصرار کیا کہ آئین کی دو دفعات میں جو ترمیمات تجویز کی گئی ہیں، یہ غیرضروری ہیں، صرف ایک دفعہ میں ترمیم کافی ہے، یعنی آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۳) کا اضافہ کردیا جائے، مگر غیرمسلم اقلیتوں کی فہرست میں قادیانیوں کا نام درج نہ کیا جائے، بلکہ یہ بات عدالت پر چھوڑ دی جائے کہ دفعہ ۲۶۰ (۳) کا اطلاق قادیانیوں پر ہوتا ہے یا نہیں؟

حزب اختلاف کے قائد مفتی محمود صاحب اور مجلس عمل کے دوسرے رہنماؤں کا اصرار تھا کہ دفعہ ۱۰۶ (۳) میں قادیانیوں کا غیرمسلم اقلیتوں میں درج ہونا بہت ضروری ہے۔

مسٹر بھٹو نے اس ردّ و کد پر خاصا وقت ضائع کیا، لیکن جب دیکھا کہ اب اس کے بغیر ان کے لئے کوئی چارۂ کار نہیں تو بادل نخواستہ اس کو منظور کرنا پڑا۔

اس طرح قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کا جو مطالبہ علامہ محمد اقبال مرحوم نے انگریزی دور میں کیا تھا، وہ مسلمانوں کی مسلسل تحریک کی بدولت قیام پاکستان کے ستائیس برس بعد (۷ ستمبر ۱۹۷۴ء) کو منوالیا گیا۔ والحمد للہ علی ذالک! ☆☆

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء... تاریخ کے آئینے میں

ترتیب: مولانا قاضی احسان احمد

آپ ﷺ کی ختم نبوت میں امت مسلمہ کی وحدت کا راز مضمر ہے۔ اس لئے اس عقیدہ میں چودہ سو سال سے کبھی بھی امت دورائے کا شکار نہیں ہوئی، بلکہ جس وقت کسی شخص نے اس عقیدہ کے خلاف رائے دی، امت مسلمہ کے صاحب اختیار حضرات نے اسے سرطان کی طرح اپنے جسم سے علیحدہ کردیا۔ ختم نبوت کا تحفظ یا باالفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال دین کی روح اور جان ہے۔ دین کی نعمت کا اتمام آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر ہوا۔ اس لئے دین کے اس شعبہ کو بھی اللہ رب العزت نے خود آنحضرت ﷺ سے وابستہ فرمایا اور سب سے پہلے خود آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانہ میں پیدا ہونے والے جھوٹے مدعی نبوت کا استیصال کرکے امت مسلمہ کو کام کرنے کا عملی نمونہ پیش فرمادیا۔

تحفظ ختم نبوت آنحضرت ﷺ کی سنت مبارکہ:

چنانچہ اسود عنسی کے استیصال کے لئے رحمت عالم ﷺ نے حضرت فیروز دیلمیؓ کو بھیجا جنہیں اللہ تعالیٰ نے تحفظ ختم نبوت کے مشن میں سرخرو کیا اور طلیحہ اسدی کے مقابلہ میں حضرت ضرار بن ازورؓ کو روانہ فرمایا۔ حضرت ضرار بن ازورؓ نے طلیحہ اسدی کے خلاف جنگ میں کامیابی حاصل کی اور اس فتنہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا۔ یہ امت کے لئے خود آنحضرت ﷺ کا عملی سبق ہے، امت کے لئے خیرو برکت اور فلاح دارین اس سے وابستہ ہے کہ وہ ختم نبوت کے عقیدہ کی حفاظت کرے اور منکرین ختم نبوت کو ان کے منطقی انجام تک پہنچائے۔

امت نے آنحضرت ﷺ کے اس مبارک عمل کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا کہ خیر القرون کے زمانہ سے اس وقت تک ایک لمحہ کے لئے بھی امت اس سے غافل نہیں ہوئی۔

عہد صدیقیؓ میں تحفظ ختم نبوت کی پہلی جنگ:

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ اس جنگ میں سب سے پہلے حضرت عکرمہؓ پھر حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ اور آخر میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلمانوں کے لشکر کی کمان فرمائی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی قربانی:

تحفظ ختم نبوت کے اس پہلے معرکہ میں بارہ سو صحابہ کرامؓ و تابعینؒ شہید ہوئے۔ جن میں سات سو قرآن مجید کے حافظ و قاری اور ستر بدری صحابہؓ تھے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو لکھا کہ مسیلمہ کذاب کی پارٹی کے تمام بالغ افراد کو بجرم ارتداد قتل کردیا جائے۔ عورتیں اور کم سن لڑکے قیدی بنائے جائیں اور ایک روایت (البدایہ والنہایہ ج۶ ص۳۱۰ اور طبری تاریخ الامم والملوک کی جلد۲ ص۴۸۲) کے مطابق مرتدین کے احراق کا بھی حضرت صدیق اکبرؓ نے حکم فرمایا، لیکن آپ کا فرمان پہنچنے سے قبل حضرت خالد بن ولیدؓ معاہدہ کرچکے تھے، لہٰذا بغیر جنگ وقتال کے ان کو چھوڑ دیا گیا تھا۔

جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشیؓ نے قتل کیا اور اس فتنہ کا ہمیشہ کے لئے سر کچل دیا، اسی طرح طلیحہ اسدی کے ماننے والوں کو تلاش کرکے عبرتناک سزائیں دی گئیں تاکہ اس عقیدہ کی اہمیت اور گستاخ کی گستاخی کا اندازہ ہوسکے اور ان ناپاک وجودوں سے اللہ تعالیٰ کی پاک دھرتی کو ہمیشہ کے لئے پاک کردیا جائے۔

انیسویں صدی کے آخر میں متحدہ ہندوستان میں انگریز اپنے جور وستم اور استبدادی حربوں سے جب مسلمانوں کے قلوب کو مغلوب نہ کرسکا تو اس نے ایک کمیشن قائم کیا۔ جس نے پورے ہندوستان کا سروے کیا اور واپس جاکر برطانوی پارلیمنٹ میں رپورٹ پیش کی کہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد مٹانے کے لئے ضروری ہے کہ کسی ایسے شخص سے نبوت کا دعویٰ کرایا جائے جو جہاد کو حرام اور انگریز کی اطاعت کو مسلمانوں پر اولوالامر کی حیثیت سے فرض قرار دے۔

مرزا قادیانی کا انتخاب کیوں؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کام کے لئے برطانوی سامراج نے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیوں کیا؟ اس کا جواب بھی خود مرزائی لٹریچر میں موجود ہے کہ مرزا قادیانی کا خاندان جدی پشتی انگریز کا نمک خوار، خوشامدی اور مسلمانوں کا غدار تھا، مرزا قادیانی کے والد نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں برطانوی سامراج کو پچاس گھوڑے مع ساز و سامان

مہیا ئیے اور یوں مسلمانوں کے قتل عام سے اپنے ہاتھ رنگین کر کے انگریز سے انعام میں جائیداد حاصل کی۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

”پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔“ (کتاب البریہ ص:۱۴۰، روحانی خزائن، ج:۱۳، ص:۵۰۴)

اپنے بارے میں لکھتا ہے:

”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔“ (تریاق القلوب، ص:۲۷، روحانی خزائن، ج:۱۵، ص:۱۵۵)

غرض یہ کہ مرزا قادیانی کے گوشت پوست میں انگریز کی وفاداری اور مسلمانوں سے غداری رچی بسی تھی، یہی وجہ ہے کہ اس مقصد کے لئے انگریز کی نظر انتخاب مرزا قادیانی پر پڑی۔

قارئین محترم! جن حضرات کی مرزائیت کے لٹریچر پر نظر ہے، وہ جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی ہر بات میں تضاد ہے لیکن حرمت جہاد اور فرضیت اطاعت انگریز ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں مرزا قادیانی کی کبھی دورائیں نہیں ہوئیں، کیونکہ یہ اس کا بنیادی مقصد اور غرض وغایت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو گورنمنٹ برطانیہ کا خودکاشتہ پودا قرار دیا۔

اگر مرزا قادیانی کے دعاوی پر نظر ڈالیں تو اس نے بتدریج خادم اسلام، مبلغ اسلام، مجدد، مہدی، مثیل مسیح، ظلی نبی، مستقل نبی، انبیاء سے افضل حتیٰ کہ خدائی تک کے دعاوی کئے، یہ سب کچھ ایک طے شدہ منصوبہ، گہری چال اور خطرناک سازش کے تحت کیا گیا۔

قطب العالم حاجی امداد اللہ کا کشف:

قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اپنے نور ایمانی اور بصیرت وجدانی سے آنجہانی مرزا قادیانی کے دعوے سے بہت پہلے پنجاب کے معروف روحانی بزرگ حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ سے حجاز مقدس میں ارشاد فرمایا:

”پنجاب میں ایک فتنہ اٹھنے والا ہے، اللہ تعالیٰ اس فتنہ کے خلاف آپ سے کام لیں گے۔“

بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور اس فتنے کے خلاف کام کرنے کی تلقین فرمائی۔

اکابرین ملت کا کردار:

رد قادیانیت کے سلسلے میں امت محمدیہ کے جن خوش نصیب وخوش بخت حضرات نے بڑی تندہی اور جانفشانی سے کام کیا، ان میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا پیر مہر علی شاہؒ، حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ، حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، پروفیسر محمد الیاس برنیؒ، علامہ محمد اقبالؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت علامہ شاہ احمد نورانیؒ، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمدؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، حضرت مولانا محمد داؤد غزنویؒ، حضرت مولانا ظفر علی خانؒ اور حضرت مولانا پیر جماعت علی شاہؒ جیسی نابغہ روزگار شخصیات ہیں۔

علماء لدھیانہ کا فتویٰ:

علمائے لدھیانہ نے مرزا قادیانی کی گستاخ و بے باک طبیعت کو اس کی ابتدائی تحریروں سے دیکھ کر اس کے خلاف کفر کا فتویٰ سب سے پہلے دے دیا تھا۔ ان حضرات کا خدشہ صحیح ثابت ہوا اور آگے چل کر پوری امت نے علمائے لدھیانہ کے فتویٰ کی تصدیق و توثیق کر دی۔

مقدمہ بہاول پور:

تحصیل احمد پور شرقیہ ریاست بہاول پور میں ایک شخص مسمی عبدالرزاق مرزائی ہو کر مرتد ہو گیا، اس کی منکوحہ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش نے سن بلوغ کو پہنچ کر ۲۴/ جولائی ۱۹۲۶ء کو فسخ نکاح کا دعویٰ احمد پور شرقیہ کی مقامی عدالت میں دائر کر دیا جو ۱۹۳۱ء تک ابتدائی مراحل طے کر کے پھر ۱۹۳۲ء میں ڈسٹرکٹ جج بہاول پور کی عدالت میں بغرض شرعی تحقیق واپس ہوا۔ آخر کار ۷/ فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ بحق مدعیہ صادر ہوا۔

جامعہ عباسیہ بہاول پور کے شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی مرحوم تھے، اس مقدمے کی پیروی اور امت محمدیہ کی طرف سے نمائندگی کے لئے سب کی نگاہ انتخاب شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ پر پڑی۔ مولانا غلام محمدؒ کی دعوت پر اپنے تمام تر پروگرام منسوخ کر کے مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ بہاول پور تشریف لائے تو فرمایا:

آقا ﷺ کا جانبدار:

”جب یہاں سے بلاوا آیا تو میں ڈابھیل کے لئے پابہ رکاب تھا، مگر میں یہ سوچ کر یہاں چلا آیا کہ ہمارا نامۂ اعمال تو سیاہ ہے ہی، شاید یہی بات مغفرت کا سبب بن جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانبدار بن کر بہاول پور آیا تھا“ اور عشق رسالت کا جام پی کر

فرمایا: ''اگر ہم ختم نبوت کا کام نہ کریں تو گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہے۔''

مولانا غلام محمد گھوٹویؒ، مولانا محمد حسین کولو تارڑویؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، مولانا نجم الدینؒ، مولانا ابوالوفا شاہ جہانپوریؒ اور مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم وکثر اللہ سعیہم کے ایمان افروز اور کفرشکن بیانات ہوئے، مرزائیت بوکھلا اٹھی۔

جلال و جمال کا پرتو:

ان دنوں مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ پر اللہ رب العزت کے جلال اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کا خاص اثر تھا، وہ جلال و جمال کا حسین امتزاج تھے۔ جمال میں آ کر قرآن و سنت کے دلائل دیتے تو عدالت کے در و دیوار جھوم اٹھتے اور جلال میں آ کر مرزائیت کو للکارتے تو کفر کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہو جاتا، مولانا ابوالوفا شاہ جہان پوریؒ نے اس مقدمے میں مختار مدعیہ کے طور پر کام کیا۔

مولانا سیّد محمد انور شاہؒ کی للکار:

ایک دن عدالت میں مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے مرزائیوں کے وکیل جلال الدین شمس مرزائی کو للکار کر فرمایا:

''اگر چاہو تو میں عدالت میں یہیں کھڑے ہو کر دکھا سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے۔''

مرزائی کانپ اٹھے، مسلمانوں کے چہروں پر بشاشت چھا گئی اور اہل دل نے گواہی دی کہ عدالت میں سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نہیں بلکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وکیل اور نمائندہ بول رہا ہے۔

عزیزان من! علمائے کرام کے بیانات مکمل ہوئے، نواب صاحب مرحوم پر گورنمنٹ برطانیہ کا دباؤ بڑھا، اس سلسلے میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری مرحوم نے شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ سے بیان کیا کہ خضر حیات ٹوانہ کے والد نواب سر عمر حیات ٹوانہ لندن گئے تھے، نواب آف بہاول پور مرحوم بھی گرمیاں اکثر لندن میں گزارا کرتے تھے، نواب مرحوم سر عمر حیات ٹوانہ سے لندن میں ملے اور مشورہ طلب کیا کہ انگریز گورنمنٹ کا مجھ پر دباؤ ہے کہ ریاست بہاول پور سے اس مقدمے کو ختم کرا دیں تو اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟

عشق رسالت کا سودا نہیں کیا:

سر عمر حیات ٹوانہ نے کہا کہ ہم انگریز کے وفادار ضرور ہیں، مگر اپنا دین، ایمان اور عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ان سے سودا نہیں کیا، آپ ڈٹ جائیں اور ان سے کہیں کہ عدالت جو چاہے فیصلہ کرے، میں حق و انصاف کے سلسلے میں اس پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہتا۔

چنانچہ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے یہ واقعہ بیان کر کے ارشاد فرمایا: ''انشاء اللہ ان دونوں کی نجات کے لئے اتنی بات کافی ہے۔''

جناب محمد اکبر خان جج مرحوم کو ترغیب و تحریص کے دام تزویر میں پھنسانے کی مرزائیوں نے بہت کوشش کی، لیکن ان کی تمام تدابیر غلط ثابت ہوئیں۔

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اس فیصلے کے لئے اتنے بے تاب تھے کہ بیانات کی تکمیل کے بعد جب بہاول پور سے جانے لگے تو مولانا محمد صادق مرحوم سے فرمایا کہ: اگر زندہ رہا تو فیصلہ خود سن لوں گا اور اگر فوت ہو جاؤں تو میری قبر پر آ کر یہ فیصلہ سنا دیا جائے۔ چنانچہ مولانا محمد صادقؒ نے آپ کی وصیت کو پورا کیا۔

مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ کی وصیت:

آپ نے اپنے آخری ایام علالت میں دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ، طلبا اور دیگر بہت سے علماء کے مجمع میں تقریر فرمائی تھی، جس میں نہایت درد مندی و دل سوزی سے فرمایا تھا:

''وہ تمام حضرات جن کو مجھ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ تلمذ کا تعلق ہے اور جن پر میرا حق ہے، میں ان کو خصوصی وصیت اور تاکید کرتا ہوں کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت و پاسبانی اور فتنہ قادیانیت کے قلع و قمع کو اپنا خصوصی وظیفہ بنائیں، جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت فرمائیں گے ان کو لازم ہے کہ ختم نبوت کی پاسبانی کا کام کریں۔''

اللہ رب العزت کی قدرت کے قربان جائیں، کفر ہار گیا، اسلام جیت گیا، ایک مرتبہ پھر ''جاء الحق وزھق الباطل'' کی عملی تفسیر اس فیصلہ کی شکل میں امت کے سامنے آ گئی اور مرزائی ''فبھت الذی کفر'' کا مصداق ہو گئے۔ مقدمہ بہاولپور کے اس تاریخ ساز فیصلے نے چار دانگ عالم میں تہلکہ مچا دیا، مرزائیوں کی ساکھ روز بروز گرنے لگی ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء:

ہندوستان تقسیم ہوا، خداداد مملکت پاکستان معرض وجود میں آئی، بدنصیبی سے اسلامی مملکت پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی کو بنایا گیا، اس نے مرزائیت کے جنازے کو اپنی وزارت کے کندھوں پر سوار کر کے اندرون و بیرون ملک متعارف کرانے کی کوشش تیز سے تیز تر کر دی۔ ان حالات میں حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، امیر کاروان احرار کی رگ حمیت اور حسینی خون نے جوش مارا، پوری امت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔

مولانا ابوالحسنات سے ملاقات:

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ امیر شریعت سیّد عطاء،

اللہ شاہ بخاریؒ کا پیغام لے کر ملک عزیز کی نامور دینی شخصیت اور ممتاز عالم دین مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ کے دروازے پر گئے اور اس تحریک کی قیادت کا فریضہ انہوں نے ادا کیا۔

دیگر علماء کرام نے عوام الناس کو اس کام پر لگانے کی دن رات انتھک محنت و کوشش کی غرضیکہ کراچی سے لے کر ڈھاکا تک کے تمام مسلمانوں نے اپنی مشترکہ آئینی جدوجہد کا آغاز کیا۔

برصغیر کی عظیم تحریک:

بلاشبہ یہ برصغیر کی عظیم ترین تحریک تھی، جس میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، ایک لاکھ مسلمانوں نے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ دس لاکھ مسلمان اس تحریک سے متاثر ہوئے، ہر چند کہ اس تحریک کو مرزائی اور مرزائی نواز اوباشوں نے ظلم وستم کی سختی سے دبانے کی کوشش کی مگر مسلمانوں نے اپنے جذبہ ایمانی سے ختم نبوت کے اس معرکے کو اس طرح سر کیا کہ مرزائیت کا کفر کھل کر سامنے آ گیا، تحریک کے ضمن میں انکوائری کمیشن نے رپورٹ مرتب کرنا شروع کی، عدالتی کارروائی میں حصہ لینے کی غرض سے علماء اور وکلاء کی تیاری، مرزائیت کی کتب کے اصل حوالہ جات کو مرتب کرنا اتنا بڑا کٹھن مرحلہ تھا اور ادھر حکومت نے اتنا خوف وہراس پھیلا رکھا تھا کہ تحریک کے رہنماؤں کو لاہور میں کوئی رہائش دینے کے لئے تیار نہ تھا۔ جناب عبدالمجید سیفی نقشبندی جن کا روحانی تعلق خانقاہ سراجیہ سے تھا، نے اپنی عمارت واقع بیڈن روڈ لاہور کو رہنماؤں کے لئے وقف کردیا، تمام تر مصلحتوں سے بالائے طاق ہوکر ختم نبوت کے عظیم مقصد کے لئے ان کے ایثار کا نتیجہ تھا کہ مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ اور رہائی کے بعد مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور دوسرے رہنماؤں نے آپ کے مکان پر انکوائری کے دوران قیام کیا اور مکمل تیاری کی۔ ان ایام میں شیخ المشائخ قبلہ حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہؒ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ بھی وہیں قیام پذیر رہے اور تمام کام کی نگرانی فرماتے رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے گرامی قدر رفقاء مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ، مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور سائیں محمد حیاتؒ کا یہ عظیم کارنامہ تھا کہ انہوں نے سیاست سے کنارہ کش ہوکر خالصتاً دینی و مذہبی بنیاد پر ”مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان“ کی بنیاد رکھی جو الحمدللہ! آج ”عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت“ کے نام سے کام کررہی ہے۔

مجلس احرار اسلام نے ۱۹۳۴ء میں قادیان میں کانفرنس کرکے چور کا اس کے گھر تک تعاقب کیا، نیز مولانا ظفر علی خانؒ اور علامہ محمد اقبالؒ نے تحریر وتقریر کے ذریعے ردمرزائیت میں غیرفانی کردار ادا کیا، مجلس احرار اسلام کی کامیاب گرفت سے مرزائیت بوکھلا اٹھی، مجلس احرار اسلام پر مسجد شہید گنج کا ملبہ گرا کر اسے دفن کرنے کی کوشش کی گئی۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی صدر مجلس احرار نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

”تحریک مسجد شہید گنج کے سلسلے میں پورے ملک سے دو اکابر اولیاء اللہ ایک حضرت اقدس مولانا ابوسعد احمد خانؒ اور دوسرے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے ہماری رہنمائی فرمائی اور تحریک سے کنارہ کش رہنے کی ہدایت فرمائی۔

حضرت اقدس ابوسعد احمد خانؒ بانی خانقاہ سراجیہ نے یہ پیغام بھجوایا تھا:

”مجلس احرار تحریک مسجد شہید گنج سے علیحدہ رہے اور مرزائیت کی تردید کا کام رکنے نہ پائے، اسے جاری رکھا جائے، اس لئے کہ اگر اسلام باقی رہے گا تو مسجدیں باقی رہیں گی، اگر اسلام باقی نہ رہا تو مسجدوں کو کون باقی رہنے دے گا؟“

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء:

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں چند سیٹوں پر مرزائی منتخب ہوگئے، اقتدار کے نشے اور ایک سیاسی جماعت سے وابستگی نے دیوانہ کردیا، وہ حالات کو اپنے لئے سازگار پاکر انقلاب کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کی اسکیمیں بنانے لگے، قادیانی جرنیلوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کردیں۔ اس نشے میں دھت ہوکر انہوں نے ۲۹/مئی ۱۹۷۴ء چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر چناب ایکسپریس کے ذریعے سفر کرنے والے ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلبا پر قاتلانہ حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تحریک چلی۔

مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ ان دنوں ”مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان“ کے امیر تھے، ان کی دعوت پر امت کے تمام طبقات جمع ہوئے، آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان تشکیل پائی۔ جس کے سربراہ حضرت شیخ بنوریؒ قرار پائے۔ امت محمدیہ کی خوش نصیبی کہ اس وقت قومی اسمبلی میں تمام اپوزیشن متحد تھی، چنانچہ اپوزیشن پوری کی پوری مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان میں شریک ہوگئی۔

رحمۃ للعالمین ﷺ کی ختم نبوت کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں نے متحد ہوکر ایک ہی نعرہ لگایا کہ مرزائیت کو غیرمسلم قرار دیا جائے۔

علماء کی کاوش:

اس وقت قومی اسمبلی میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحق، پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہریؒ، مولانا صدرالشہیدؒ، مولانا عبدالحکیمؒ اور ان کے رفقاء نے ختم نبوت کی وکالت کی، متفقہ طور پر

اپوزیشن کی طرف سے مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے مرزائیوں کے خلاف قرارداد پیش کی اور پیپلز پارٹی برسراقتدار طبقہ (حکومت) کی طرف سے دوسری قرارداد عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کی، جو ان دنوں وزیر قانون تھے، قومی اسمبلی میں مرزائیت پر بحث شروع ہوگئی، پورے ملک میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، نوابزادہ نصر اللہ خانؒ، آغا شورش کشمیریؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا عبدالقادر روپڑیؒ، مفتی زین العابدینؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا سائیں عبدالکریم بیر شریف، مولانا سائیں محمد شاہ امروٹی، مولانا عبدالواحدؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، مولانا صاحبزادہ فیض رسول حیدر، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسنؒ، غرضیکہ چاروں صوبوں کے تمام مکاتب فکر نے تحریک کے لاؤ کو ایندھن مہیا کیا، تحریک کامیاب ہوئی۔

آج ۷/ستمبر کا عظیم الشان دن ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی فتح کا دن ہے، وارثان نبوت کی محنت ثمر آور ہونے کا دن ہے، نوے سالہ جدوجہد، کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار ہونے کا دن ہے۔ مولانا تاج محمودؒ فیصل آباد کے قبرستان میں موجود تھے، لوگ شہدائے ختم نبوت کی قبروں کو تلاش کرکے ان پر پھولوں کی چادریں چڑھا رہے تھے۔ اس منظر کو دیکھ کر ان کو مولانا محمد علی جالندھریؒ کی ایک بات یاد آئی اور قبرستان کی دیوار پر کھڑے ہوکر اسلامیان فیصل آباد کو مخاطب کرکے کہا: ۱۹۵۳ء کی تحریک میں مسلمان نوجوانوں کو تحفظ ختم نبوت کی پاداش میں شہید کردیا گیا تھا تو مولانا جالندھریؒ نے فرمایا تھا: ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگ ان کی قبر پر پھولوں کی چادریں بھی چڑھائیں گے، آج اس وقت اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ الحمدللہ! یہ وہی ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کا عظیم الشان دن تھا۔

امت مسلمہ کا موقف:

اخبارات ورسائل نے تحریک ۱۹۷۴ء کی آواز کو ملک گیر بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا، تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کا دباؤ بڑھتا گیا، ادھر قومی اسمبلی میں قادیانی ولاہوری گروپوں کے سربراہوں نے اپنا اپنا موقف پیش کیا، ان کا جواب اور امت مسلمہ کا موقف مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا سمیع الحق مدظلہ اور قبلہ مولانا سید انور حسین نفیسؒ رقم نے مرتب کیا۔

اسے قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے چوہدری ظہور الٰہی کی تجویز اور دیگر تمام حضرات کی تائید پر قرعہ فال حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے نام نکلا، جس وقت انہوں نے یہ محضر نامہ پڑھا، قادیانیت کی حقیقت کھل کر اسمبلی کے ارکان کے سامنے آگئی۔ مرزائیت پر اوس پڑگئی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء ایک نظر میں:

☆......۲۲/مئی کو طلباء کے وفد کی ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں سے تو تکار ہوئی۔

☆......۲۹/مئی کو بدلہ لینے کے لئے قادیانیوں نے چناب نگر اسٹیشن پر طلباء پر قاتلانہ و سفاکانہ حملہ کیا۔

☆......۳۰/مئی کو لاہور اور دیگر شہروں میں ہڑتال ہوئی۔

☆......۳۱/مئی کو سانحہ ربوہ کی تحقیقات کے لئے صمدانی ٹریبونل کا قیام عمل میں آیا۔

☆......۳/جون کو مجلس عمل کا پہلا اجلاس راولپنڈی میں منعقد ہوا۔

☆......۹/جون کو مجلس عمل کا کنونیر لاہور میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کو مقرر کیا گیا۔

☆......۱۳/جون کو وزیراعظم نے نشری تقریر میں بجٹ کے بعد مسئلہ قومی اسمبلی کے سپرد کرنے کا اعلان کیا۔

☆......۱۴/جون کو ملک گیر ہڑتال ہوئی۔

☆......۱۶/جون کو مجلس عمل کا لائل پور (فیصل آباد) میں اجلاس ہوا جس میں حضرت بنوریؒ کو امیر اور مولانا محمود احمد رضوی کو سیکریٹری منتخب کیا گیا۔

☆......۳۰/جون کو قومی اسمبلی میں ایک متفقہ قرارداد پیش ہوئی جس پر غور کے لئے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی میں تبدیل کردیا گیا۔

☆......۲۴/جولائی کو وزیراعظم نے اعلان کیا کہ جو قومی اسمبلی کا فیصلہ ہوگا، ہمیں منظور ہوگا۔

☆......۳/ اگست کو صمدانی ٹریبونل نے تحقیقات مکمل کرلیں۔

☆......۵/اگست سے ۲۳/اگست تک وقفوں سے کل گیارہ روز مرزا ناصر پر قومی اسمبلی میں جرح کی گئی۔

☆......۲۰/ اگست کو صمدانی ٹریبونل نے اپنی رپورٹ سانحہ ربوہ سے متعلق وزیراعلیٰ کو پیش کی۔

☆......۲۲/اگست کو رپورٹ وزیراعظم کو پیش کی گئی۔

☆......۲۴/اگست کو وزیراعظم نے فیصلہ کے لئے ۷/ستمبر کی تاریخ مقرر کی۔

☆......۲۷، ۲۸/ اگست کو لاہوری گروپ پر قومی اسمبلی میں جرح ہوئی۔

☆......یکم ستمبر کو لاہور شاہی مسجد میں ملک گیر ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔

☆......۵، ۶/ستمبر کو اٹارنی جنرل نے قومی اسمبلی میں عمومی بحث کی اور مرزائیوں پر جرح کا خلاصہ پیش کیا۔

☆......۶/ستمبر آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی راولپنڈی میں ختم نبوت کانفرنس، وزیراعظم

سے ملاقات کا فیصلہ۔

☆......۷/ستمبر کو قومی اسمبلی نے فیصلہ کا اعلان کیا کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے ہر دو گروپ غیر مسلم ہیں۔

اسلام جیت گیا:

نوے دن کی شب و روز مسلسل محنت و کاوش کے بعد جناب ذوالفقار علی بھٹوؒ کے عہد اقتدار میں متفقہ طور پر ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو نیشنل اسمبلی آف پاکستان نے عبدالحفیظ پیرزادہ کی پیش کردہ قرارداد کو منظور کیا اور مرزائی آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

آج اللہ رب العزت کا فضل و کرم ہے کہ ''مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان'' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بن چکی ہے اور چاردانگ عالم میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے پھریرے کو بلند کرنے کی سعادتوں سے بہرہ ور ہو رہی ہے، دنیا کے تمام براعظموں میں ختم نبوت کا کام وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔

آخری گزارش:

ختم نبوت سے وحدت امت کا راز وابستہ ہے، فتنہ انکار ختم نبوت ملی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک استعماری سازش ہے، آج کے تمام طبقات و مکاتب فکر مل کر ہی باہمی اتحاد و اعتماد سے اس فتنہ کو ختم کر سکتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا فضل و کرم ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے اکابر کی اس سنت کو زندہ رکھنے کی حکمت عملی کو اپنایا ہوا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کسی ایک فرقے کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ پوری امت کا مشترکہ مسئلہ ہے، اس میں کوشش و کاوش اور اجتماعی طور پر بڑھ چڑھ کر حصہ لینا تمام مسلمانوں کے لئے انتہائی ضروری ہے اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا باعث ہے۔

کروڑوں رحمتیں ہوں ان تمام مقدس حضرات پر جن کی شب و روز کی اخلاص بھری محنت رنگ لائی، آج قادیانی پوری دنیا میں رسوا ہو رہے ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کا ایک کشف ہے کہ:

''ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا میں مرزائیت نام کی کوئی چیز تلاش کرنے کے باوجود نہیں ملے گی۔'' انشاء اللہ!

وہ وقت قریب آن پہنچا ہے کہ مرزائیت کا فتنہ دنیا سے نیست و نابود ہونے والا ہے۔ اسلامیان عالم ہمت کریں، آگے بڑھیں، منزل قریب تر ہے، رحمت حق انتظار کر رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مژدہ جاں فزا ملنے والا ہے، اللہ رب العزت ہماری ان حقیر محنتوں کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرما کر اپنی رضا کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین۔ ☆

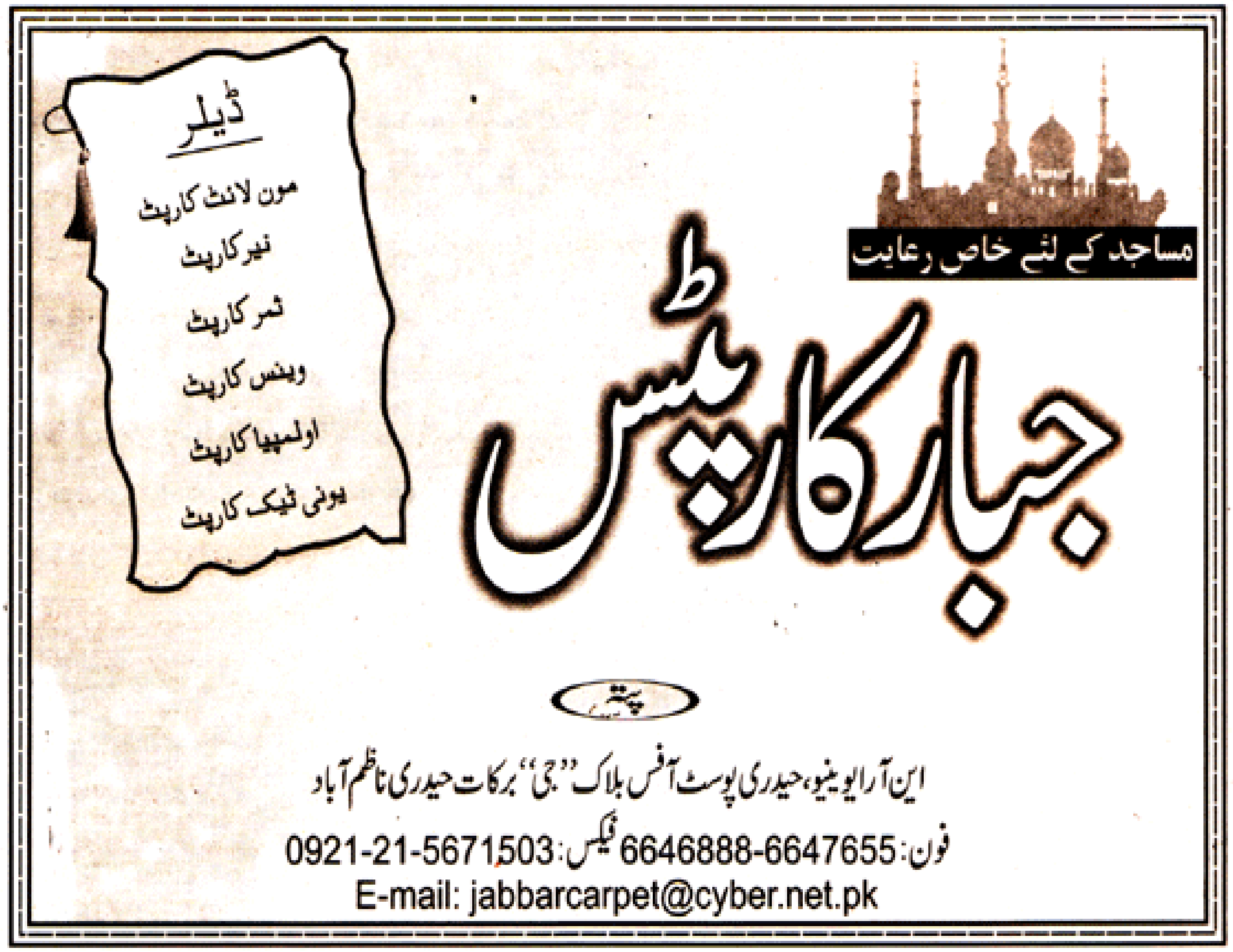

سابق وزیر اعظم پاکستان

جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کا ایوان میں خطاب

جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان کی اس تقریر کا متن جو انہوں نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں کی تھی

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

جناب اسپیکر:

میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے تو اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے اس بات پر زور دے رہا ہوں۔ ہم نے اس مسئلے پر ایوان کے تمام ممبروں سے تفصیلی طور پر تبادلۂ خیال کیا ہے، جن میں تمام پارٹیوں کے اور ہر طبقہ خیال کے نمائندے موجود تھے۔ آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے، یہ ایک قومی فیصلہ ہے۔ یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ پاکستان کے تمام مسلمانوں کے ارادے، خواہشات اوران کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ فقط حکومت ہی اس فیصلے کی تحسین کی مستحق قرار پائے، اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایک فرد اس فیصلے کی تعریف وتحسین کا حق دار بنے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ یہ مشکل فیصلہ بلکہ میری ناچیز رائے میں کئی پہلوؤں سے بہت ہی مشکل فیصلہ، جمہوری اداروں اور جمہوری حکومت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا تھا۔

یہ ایک پرانا مسئلہ ہے، نوے سال پرانا مسئلہ ہے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ مزید پیچیدہ ہوتا چلا گیا، اس سے ہمارے معاشرے میں تلخیاں اور تفرقے پیدا ہوئے لیکن آج کے دن تک اس مسئلے کا کوئی حل تلاش نہیں کیا جاسکا، ہمیں بتایا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ ماضی میں بھی پیدا ہوا تھا، ایک بار نہیں بلکہ کئی بار ہمیں بتایا گیا کہ ماضی میں اس مسئلے پر جس طرح قابو پایا گیا تھا، اسی طرح اب کی بار بھی ویسے ہی اقدامات سے اس پر قابو پایا جاسکتا ہے، مجھے معلوم نہیں کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے اس سے پہلے کیا کچھ کیا گیا، لیکن مجھے معلوم ہے کہ ۱۹۵۳ء میں کیا کیا گیا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے وحشیانہ طور پر طاقت کا استعمال کیا گیا تھا جو اس مسئلے کے حل کے لئے نہیں بلکہ اس مسئلے کو دبا دینے کے لئے تھا، کسی مسئلے کو دبا دینے سے اس کا حل نہیں نکلتا، اگر کچھ صاحبان عقل وفہم حکومت کو یہ مشورہ دیتے کہ عوام پر تشدد کرکے اس مسئلہ کو حل کیا جائے اور عوام کے جذبات اور ان کی خواہشات کو کچل دیا جائے تو شاید اس صورت میں ایک عارضی حل نکل آتا لیکن یہ مسئلے کا صحیح اور درست حل نہ ہوتا، مسئلہ دب تو جاتا اور پس منظر میں چلا جاتا، لیکن یہ مسئلہ ختم نہ ہوتا۔

ہماری موجودہ مساعی کا مقصد یہ رہا ہے کہ اس مسئلے کا مستقل حل تلاش کیا جائے اور میں آپ کو یقین دلاسکتا ہوں کہ ہم نے صحیح اور درست حل تلاش کرنے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی، یہ درست ہے کہ لوگوں کے جذبات مشتعل ہوئے، غیر معمولی احساسات ابھرے، قانون اور امن کا مسئلہ بھی پیدا ہوا، جائیداد اور جانوں کا اتلاف ہوا، پریشانی کے لمحات بھی آئے، تمام قوم گزشتہ تین ماہ سے تشویش کے عالم میں رہی اور اس کشمکش اور بیم ورجا کے عالم میں رہی۔ طرح طرح کی افواہیں کثرت سے پھیلائی گئیں اور تقریریں کی گئیں، مسجدوں اور گلیوں میں بھی تقریروں کا سلسلہ جاری رہا، میں یہاں اور اس وقت یہ دہرانا نہیں چاہتا کہ ۲۲ اور ۲۹ مئی کو کیا ہوا تھا؟ میں موجودہ مسئلے کی وجوہات کے بارے میں بھی کچھ کہنا نہیں چاہتا کہ یہ مسئلہ کس طرح رونما ہوا اور کس طرح اس نے جنگل کی آگ کی طرح تمام ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ میرے لئے اس وقت یہ مناسب نہیں کہ میں موجودہ معاملات کی تہہ تک جاؤں، لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی توجہ اس تقریر کی طرف دلاؤں جو میں نے قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے ۱۳ رجون کو کی تھی۔

اس تقریر میں، میں نے پاکستان کے عوام سے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ یہ مسئلہ بنیادی اور اصولی طور پر مذہبی مسئلہ ہے۔ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے، پاکستان مسلمانوں کے لئے وجود میں آیا تھا، اگر کوئی ایسا فیصلہ کرلیا جاتا، جسے اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت، اسلام کی تعلیمات اور اعتقادات کے خلاف سمجھتی تو اس سے پاکستان کی علت غائی (یعنی کہ پاکستان بنانے کا سب سے اہم اور سرفہرست مقصد ونصب العین ... مرتب) اور اس کے تصور کو بھی ٹھیس لگنے کا اندیشہ تھا، چونکہ یہ مسئلہ

خالص مذہبی مسئلہ تھا، اس لئے میری حکومت کے لئے یا ایک فرد کی حیثیت میں میرے لئے مناسب نہ تھا کہ اس پر ۱۳؍ جون کو کوئی فیصلہ دیا جاتا۔

لاہور میں مجھے کئی ایک ایسے لوگ ملے جو اس مسئلے کے باعث مشتعل تھے، وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ آج ہی، ابھی ابھی اور یہیں وہ اعلان کیوں نہیں کر دیتے جو کہ پاکستان کے مسلمانوں کی اکثریت چاہتی ہے، ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ یہ اعلان کر دیں تو اس سے آپ کی حکومت کو بڑی داد و تحسین ملے گی اور آپ کو ایک فرد کے طور پر نہایت شاندار شہرت اور ناموری حاصل ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے عوام کی خواہشات کو پورا کرنے کا یہ موقع گنوا دیا تو آپ اپنی زندگی کے ایک سنہری موقع سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے، میں نے اپنے ان احباب سے کہا کہ یہ ایک انتہائی پیچیدہ اور بسیط مسئلہ ہے جس نے برصغیر کے مسلمانوں کو نوے سال سے پریشان کر رکھا ہے اور پاکستان بننے کے ساتھ ہی یہ پاکستان کے مسلمانوں کے لئے بھی پریشانی کا باعث بنا ہے، میرے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ میں اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا اور کوئی فیصلہ کر دیتا۔ میں نے پاکستان میں جمہوریت کو بحال اور قائم کیا ہے، پاکستان کی ایک قومی اسمبلی موجود ہے جو ملکی مسائل پر بحث کرنے کا سب سے بڑا ادارہ ہے، میری ناچیز رائے میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے قومی اسمبلی ہی مناسب جگہ ہے اور اکثریتی پارٹی کے رہنما ہونے کی حیثیت میں، میں قومی اسمبلی کے ممبروں پر کسی طرح کا دباؤ نہیں ڈالوں گا، میں اس مسئلے کے حل کو قومی اسمبلی کے ممبروں کے ضمیر پر چھوڑتا ہوں اور ان میں میری پارٹی کے ممبر بھی شامل ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبر میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ جہاں میں نے کئی ایک مواقع پر انہیں بلا کر اپنی پارٹی کے موقف سے آگاہ کیا، وہاں اس مسئلے پر میں نے اپنی پارٹی کے ایک ممبر پر بھی اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کی۔ سوائے ایک موقع کے جبکہ اس مسئلے پر کھلی بحث ہوئی تھی۔

جناب اسپیکر:

میں آپ کو یہ بتانا مناسب نہیں سمجھتا کہ اس مسئلے کے باعث اکثر میں پریشان رہا اور راتوں کو مجھے نیند نہیں آئی، اس مسئلے پر جو فیصلہ ہوا ہے، میں اس کے نتائج سے بخوبی واقف ہوں، مجھے اس فیصلے کے سیاسی اور معاشی ردعمل اور مجھے اس کی پیچیدگیوں کا علم ہے، جس کا اثر مملکت کے تحفظ پر ہوسکتا ہے، یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے، لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا، پاکستان وہ ملک ہے جو برصغیر کے مسلمانوں کی اس خواہش پر وجود میں آیا کہ وہ اپنے لئے ایک علیحدہ مملکت چاہتے تھے، اس ملک کے باشندوں کی اکثریت کا مذہب اسلام ہے، میں اس فیصلے کو جمہوری طریقے سے نافذ کرنے میں اپنے کسی بھی اصول کی خلاف ورزی نہیں کر رہا، پاکستان پیپلز پارٹی کا پہلا اصول یہ ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے، اسلام کی خدمت ہماری پارٹی کے لئے اولین اہمیت رکھتی ہے۔ ہمارا دوسرا اصول یہ ہے کہ جمہوریت ہماری پالیسی ہے، چنانچہ ہمارے لئے فقط یہی درست راستہ تھا کہ ہم اس مسئلے کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش کرتے، اس کے ساتھ ہی فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم اپنی پارٹی کے اس اصول کی بھی پوری طرح سے پابندی کریں گے کہ پاکستان کی حیثیت کی بنیاد سوشلزم پر ہو، ہم سوشلسٹ اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں، یہ فیصلہ جو کیا گیا ہے، اس فیصلے میں ہم نے اپنی کسی بھی اصول سے انحراف نہیں کیا، ہم اپنی پارٹی کے تین اصولوں پر مکمل طور سے پابند رہے ہیں، میں نے کئی بار کہا ہے کہ اسلام کے بنیادی اور اعلیٰ ترین اصول، سماجی انصاف کے خلاف نہیں اور سوشلزم کے ذریعے معاشی استحصال کو ختم کرنے کے بھی خلاف نہیں ہیں۔

یہ فیصلہ مذہبی بھی ہے اور غیر مذہبی بھی، مذہبی اس لحاظ سے کہ یہ فیصلہ ان مسلمانوں کو متاثر کرتا ہے جو پاکستان میں اکثریت میں ہیں اور غیر مذہبی اس لحاظ سے کہ ہم دور جدید میں رہتے بستے ہیں۔ ہمارا آئین کسی مذہب و ملت کے خلاف نہیں بلکہ ہم نے پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں حقوق دیئے ہیں۔ ہر پاکستانی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ فخر و اعتماد سے بغیر کسی خوف کے اپنے مذہبی عقائد کا اظہار کرسکے۔ پاکستان کے آئین میں پاکستانی شہریوں کو اس امر کی ضمانت دی گئی ہے، میری

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

حکومت کے لئے اب یہ بات بہت اہم ہوگئی ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرے۔ یہ نہایت ضروری ہے اور میں اس بات میں کوئی ابہام کی گنجائش نہیں رکھنا چاہتا۔ پاکستان کے شہریوں کے حقوق کی حفاظت ہمارا اخلاق اور مقدس اسلامی فرض ہے۔

جناب اسپیکر:

میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں اور اس ایوان کے باہر کے ہر شخص کو بتادینا چاہتا ہوں کہ یہ فرض پوری طرح اور مکمل طور پر ادا کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں کسی شخص کے ذہن میں شبہ نہیں رہنا چاہئے۔ ہم کسی قسم کی غارتگری اور تہذیب سوزی یا کسی پاکستانی طبقے یا شہری کی توہین اور بے عزتی برداشت نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر:

گزشتہ تین مہینوں کے دوران اور اس بڑے بحران کے عرصے میں کچھ گرفتاریاں عمل آئیں، کئی لوگوں کو جیل میں بھیجا گیا اور چند اور اقدامات کئے گئے، یہ بھی ہمارا فرض تھا، ہم اس ملک پر بدنظمی کا اور نراجی (غیر قانونی، حکومت کی دشمن.... مرتب) عناصر کا غلبہ دیکھنا نہیں چاہتے تھے، جو ہمارے فرائض تھے، ان کے تحت ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑا، لیکن میں اس موقعے پر جبکہ تمام ایوان نے متفقہ طور سے ایک اہم فیصلہ کرلیا ہے، آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم ہر معاملے پر فوری اور جلد از جلد غور کریں گے اور جب کہ اس مسئلے کا باب بند ہو چکا ہے، ہمارے لئے یہ ممکن ہوگا کہ ان سے نرمی کا برتاؤ کریں، میں امید کرتا ہوں کہ مناسب وقت کے اندر اندر کچھ ایسا افراد سے نرمی برتی جائے گی اور انہیں رہا کردیا جائے گا جنہوں نے اس عرصہ میں اشتعال انگیزی سے کام لیا یا کوئی اور مسئلہ پیدا کیا۔

جناب اسپیکر:

جیسا کہ میں نے کہا ہمیں امید کرنی چاہئے کہ ہم نے اس مسئلے کا باب بند کردیا ہے۔ یہ میری کامیابی نہیں، یہ حکومت کی بھی کامیابی نہیں، یہ کامیابی پاکستان کے عوام کی کامیابی ہے جس میں ہم بھی شریک ہیں۔ میں سارے ایوان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، مجھے احساس ہے کہ یہ فیصلہ متفقہ طور پر نہ کیا جاسکتا اگر تمام ایوان کی جانب سے اور اس میں تمام پارٹیوں کی جانب سے تعاون اور مفاہمت کا جذبہ نہ ہوتا۔ آئین سازی کے موقع کے وقت بھی ہم میں تعاون اور سمجھوتے کا یہ جذبہ موجود تھا۔ آئین ہمارے ملک کا بنیادی قانون ہے۔ اس آئین کے بنانے میں ستائیں برس صرف ہوئے اور وہ وقت پاکستان کی تاریخ میں تاریخی اور یادگار وقت تھا جب اس آئین کو تمام پارٹیوں نے قبول کیا اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے اسے متفقہ طور پر منظور کرلیا۔ اسی جذبہ کے تحت ہم نے یہ مشکل فیصلہ بھی کرلیا ہے۔

جناب اسپیکر:

کیا معلوم کہ مستقبل میں ہمیں زیادہ مشکل مسائل کا سامنا کرنا پڑے، لیکن میری ناچیز رائے میں جب سے پاکستان وجود میں آیا، یہ مسئلہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا، کل کو اس سے زیادہ پیچیدہ اور مشکل مسائل ہمارے سامنے آسکتے ہیں۔ جن کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن ماضی کو دیکھتے ہوئے اس مسئلے کے تاریخی پہلوؤں پر اچھی طرح غور کرتے ہوئے میں پھر کہوں گا کہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا گھر گھر میں اس کا اثر تھا، ہر دیہات میں اس کا اثر تھا، اور ہر فرد پر اس کا اثر تھا، یہ مسئلہ سنگین سے سنگین تر ہوتا چلا گیا اور وقت کے ساتھ ساتھ ایک خوفناک شکل اختیار کرگیا ہمیں اس مسئلے کو حل کرنا ہی تھا۔ ہمیں تلخ حقائق کا سامنا کرنا ہی تھا۔ ہم اس مسئلے کو ہائی کورٹ یا اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کرسکتے تھے یا اسلامی، سیکریٹریٹ کے سامنے پیش کیا جاسکتا تھا، ظاہر ہے کہ حکومت اور حتیٰ کہ افراد بھی مسائل کو ٹالنا جانتے ہیں اور انہیں جوں کا توں رکھ سکتے ہیں اور حاضرہ صورت حال سے نبٹنے کے لئے معمولی اقدامات کرسکتے ہیں، لیکن ہم نے اس مسئلے کو اس انداز سے نبٹانے کی کوشش نہیں کی۔ ہم اس مسئلے کو ہمیشہ کے لئے حل کرنے کا جذبہ رکھتے تھے، اس جذبے کے تحت قومی اسمبلی ایک کمیٹی کی صورت میں خفیہ اجلاس کرتی رہی۔ خفیہ اجلاس کرنے کے لئے قومی اسمبلی کی کئی ایک وجوہات تھیں، اگر قومی اسمبلی خفیہ اجلاس نہ کرتی تو جناب! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ تمام سچی باتیں اور حقائق ہمارے سامنے آسکتے اور لوگ اس طرح آزادی اور بغیر کسی جھجک کے اپنے

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے؟ اگر ان کو معلوم ہوتا کہ یہاں اخبارات کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگوں تک ان کی باتیں پہنچ رہی ہیں اور ان کی تقاریر اور بیانات کو اخبارات کے ذریعے شائع کر کے ان کا ریکارڈ رکھا جارہا ہے تو اسمبلی کے ممبر اس اعتماد اور کھلے دل سے اپنے خیالات کا اظہار نہ کر سکتے، جیسا کہ انہوں نے خفیہ اجلاسوں میں کیا، ہمیں ان خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کا کافی عرصہ تک احترام کرنا چاہئے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ کوئی بات بھی خفیہ نہیں رہتی، لیکن ان باتوں کے اظہار کا ایک موزوں وقت ہے چونکہ اسمبلی کی کارروائی خفیہ رہی ہے اور ہم نے اسمبلی کے ہر ممبر کو اور ان کے ساتھ ان لوگوں کو بھی جو ہمارے سامنے پیش ہوئے یہ یقین دلایا تھا وہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کو سیاسی یا کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے بیانات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے گا، میرے خیال میں یہ ایوان کے لئے ضروری اور مناسب ہے کہ وہاں خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کو ایک خاص وقت تک ظاہر نہ کریں، وقت گزرنے کے ساتھ ہمارے لئے ممکن ہو گا کہ ہم ان خفیہ اجلاس کی کارروائی کو آشکار کر دیں، کیونکہ اس کے ریکارڈ کا ظاہر ہونا بھی ضروری ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ ان خفیہ اجلاسوں کے ریکارڈ کو دفن ہی کر دیا جائے، ہرگز نہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو یہ ایک غیر حقیقت پسندانہ بات ہوگی، میں فقط یہ کہتا ہوں کہ اگر اس مسئلے کے باب کو ختم کرنے کے لئے اور ایک نیا باب کھولنے کے لئے نئی بلندیوں تک پہنچنے کے لئے، آگے بڑھنے کے لئے اور قومی مفاد کو محفوظ رکھنے کے لئے پاکستان کے حالات کو معمول پر رکھنا ہوگا، میں ایوان پر یہ بات عیاں کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کے حل کو، دوسرے کئی مسائل پر تبادلہ خیال اور بات چیت اور مفاہمت کے لئے نیک شگون سمجھنا چاہئے۔ ہمیں امید رکھنی چاہئے یہ حل ہمارے لئے خوشی کا باعث ہے اور اب ہم آگے بڑھیں گے اور تمام نئے قومی مسائل کو مفاہمت اور سمجھوتے کے جذبے کے تحت طے کریں۔

جناب اسپیکر:

میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا، اس معاملے کے بارے میں میرے جو احساسات تھے میں انہیں بیان کر چکا ہوں، میں ایک بار پھر دہراتا ہوں کہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے یہ ایک فیصلہ ہے جو ہمارے عقائد سے متعلق ہے اور یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے اور پوری قوم کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ عوامی خواہشات کے مطابق ہے۔ میرے خیال میں یہ انسانی طاقت سے باہر تھا کہ یہ ایوان اس سے بہتر کچھ فیصلہ کر سکتا اور میرے خیال میں یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ اس مسئلے کو دوامی طور پر حل کرنے کے لئے موجودہ فیصلے سے کم کوئی اور فیصلہ ہو سکتا تھا۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو اس فیصلے سے خوش نہ ہوں، ہم یہ توقع بھی نہیں کر سکتے کہ اس مسئلے کے فیصلے سے تمام لوگ خوش ہو سکیں گے جو گزشتہ نوے سال سے حل نہیں ہو سکا، اگر یہ مسئلہ آسان ہوتا اور ہر ایک کو خوش رکھنا ممکن ہوتا تو یہ مسئلہ بہت پہلے حل ہو گیا ہوتا، لیکن یہ نہیں ہو سکا، ۱۹۵۳ء میں بھی یہ ممکن نہیں ہو سکا، وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ۱۹۵۳ء میں حل ہو چکا تھا، وہ لوگ اصل صورت حال کا صحیح تجزیہ نہیں کر سکے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ایسے لوگوں کے جذبات کے ترجمانی کروں، لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ ان لوگوں کے طویل المیعاد مفاد کے حق میں ہے کہ یہ مسئلہ حل کر لیا گیا ہے۔ آج یہ لوگ ناخوش ہوں گے ان کو یہ فیصلہ پسند نہ ہوگا، ان کو یہ فیصلہ ناگوار ہوگا لیکن حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے اور مفروضے کے طور پر اپنے آپ کو ان لوگوں میں شمار کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ ان کو بھی اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ اس فیصلے سے یہ مسئلہ حل ہوا اور ان کو آئینی حقوق کی ضمانت حاصل ہوگئی، مجھے یاد ہے جبکہ حزب مخالف سے مولانا شاہ احمد نورانی نے یہ تحریک پیش کی تو انہوں نے ان لوگوں کو مکمل تحفظ دینے کا ذکر کیا تھا جو اس فیصلے سے متاثر ہوں گے۔ ایوان اس یقین دہانی پر قائم ہے، یہ ہر پارٹی کا فرض ہے یہ حکومت کا فرض ہے، حزب مخالف کا فرض ہے اور ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کی یکساں طور پر حفاظت کریں۔ اسلام کی تعلیم رواداری ہے، مسلمان رواداری پر عمل کرتے رہے ہیں، اسلام نے فقط رواداری کی تبلیغ ہی نہیں کی بلکہ تمام تاریخ میں اسلامی معاشرے نے رواداری سے کام لیا ہے۔ اسلامی معاشرے نے اس تیرہ و تاریک زمانے میں یہودیوں کے ساتھ بہترین سلوک کیا جبکہ عیسائیت ان پر یورپ میں ظلم کر رہی تھی اور یہودیوں نے سلطنت عثمانیہ میں آکر پناہ لی تھی، اگر یہودی دوسرے حکمران معاشرے سے بچ کر عربوں اور ترکوں کے اسلامی معاشرے میں پناہ لے سکتے تھے تو پھر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری مملکت اسلامی مملکت ہے، ہم مسلمان ہیں، ہم پاکستانی ہیں اور یہ ہمارا مقدس فرض ہے کہ ہم تمام فرقوں، تمام لوگوں اور پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں طور پر تحفظ دیں۔

جناب اسپیکر:

ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں آپ کا شکریہ!

☆☆..........☆☆

ماہتاب عرب سے اقتباس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت

مولانا محمد عاشق الٰہیؒ میرٹھی

قسط:۱۳

خداوندی سفیر کی زبان سے نکلی ہوئی وہ آواز جس نے سنگستان عرب کے خشک اور بلند پہاڑوں میں گونج پیدا کر کے سلاطین عالم کے دلوں کو دہلایا اور قیصر و کسریٰ جیسے زبردست بادشاہوں کے محلات کی بنیادوں کو ہلا دیا تھا، جب برقی اثر کی طرح زمین کی بری و بحری سطح پر گھوم گئی اور وہ زبردست دعویٰ جو ابو طالب کی گود سے رخصت ہوتے وقت بایں الفاظ آپ کے منہ سے نکلا تھا:

''چچا جان! میں اپنی کوشش سے باز نہ آؤں گا، یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ مجھے کامیاب کرے یا میں اسی کوشش میں شہید ہو جاؤں۔''

جب نویں سال اپنے ثبوت کو پہنچ کر پورا ہو چکا کہ بندگان خدا اپنی بغاوت سے تائب ہو کر جوق در جوق خدائی دین میں داخل ہونے لگے تو آپ کی ساری کوشش اور توجہ تعلیم وتربیت کی طرف مشغول ہو گئی اور گو ان بیس سال گزشتہ میں بھی باغیوں کی مزاحمت سے فارغ ہو کر تھوڑا بہت جو کچھ وقت آپ کو ملتا تھا وہ یگانوں کی تعلیم و اصلاح ہی میں صرف ہوتا تھا، مگر فتح مکہ کے بعد آپ ہمہ تن اس طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے اپنے اثر کو پائیدار بنانے کی جانب سعی کو مبذول فرمایا۔

جس طرح نائب السلطان اور سپہ سالار افواج کا یہ منصب ہے کہ مخالفین سلطنت کو موافق و مطیع بنائے اور مطیعین کو خیر خواہ و جان نثار سلطنت، اسی طرح وہ خدمت جو حق تعالیٰ کی طرف سے خداوندی سفراء یعنی حضرات انبیاء علیہم السلام کے سپرد ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ کافروں کو اسلام کی ترغیب دے کر مسلمان کریں اور مسلمان کو مخلص ربانی اور اولیاء و اہل اللہ بنائیں۔

پس جزو دوم یعنی تعلیم وتربیت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کارنامہ دکھانے کے لئے ہم کو چار امور پر نظر کرنی ہے کہ آپ کے سپرد کیا عظیم الشان کام کیا گیا تھا؟ اور پھر نتیجہ دیکھنا ہے کہ اس میں آپ کو کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی؟

وہ چار امور جن سے آپ کے کام کی عظمت ظاہر ہوگی: (۱) نصاب تعلیم، (۲) مدت تعلیم، (۳) طرز تعلیم، (۴) اور متعلمین کی تعداد ہے کہ آپ کتنی بڑی جماعت کو کتنے تھوڑے زمانہ میں کس قدر وسیع تعلیم کس سہل اسلوب کے ساتھ دینے کے لئے دنیا میں بھیجے گئے اور آپ نے اس کو کیسے خوش کن انداز سے پورا فرمادیا۔ چنانچہ اول آپ کی تعلیم کے نصاب پر سرسری نظر ڈالئے، جس کی تفصیل کا یاد رکھنا اور گنوانا بھی آدمی کو مشکل ہے، کیونکہ آپ اس لئے تشریف لائے تھے کہ دین کی اور دنیا کی تمام ضرورتوں کا پورا کرنا مخلوق کو سکھائیں۔ ادھر ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت سے لے کر مادر گیتی کے کنار لحد میں جا سونے تک جتنی بھی حالتیں پیش آئیں، ان کا راحت و آرام سے گزرنے کا طریق بتائیں، اور ادھر آغوش قبر میں لیٹنے کے وقت سے لے کر آنے والی زندگی کے انجام یعنی دوزخ و جنت میں جانے تک جتنے حالات و واقعات پیش آئیں ان کی مضرت و منفعت سے آگاہ کریں اور رفع ضرر و تحصیل نفع کا طرز تعلیم کریں۔ غرض عالم موجود ہو یا عالم آئندہ اور تحصیل معاش ہو یا تحصیل معاد، اس کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا پہلو فروگزاشت نہ ہونے پائے، پھر جسم کی اصلاح جدا ہو اور روح کی اصلاح جدا، حقوق اللہ علیحدہ ہوں اور حقوق الناس علیحدہ اور حقوق الناس میں تفصیل ہو کہ نفس کا حق بھی بتائیں، کنبہ و برادری کے حقوق بھی بتائیں، احباب و اہل وطن کے حقوق بھی بتائیں، اہل ملک و ہم جنس کے حقوق بھی بتائیں، معاملہ ہو یا معاشرت، تمدن ہو یا سیاست، کسب معاش ہو یا انتظام خانہ داری، کوئی حالت ایسی نہ ہو جس کی تعلیم رہ جائے، پھر اکل و شرب ہو یا بول و براز، نشست و برخاست ہو یا ملاقات و مودت، شادی ہو یا غمی، خلوت ہو یا جلوت، کوئی صورت ایسی نہ ہو جس کی تعلیم چھوٹ جائے۔ ولادت و حضانت، رضاعت و تربیت، نکاح و طلاق، مواصلت و مفارقت، ہجر و وصل، سفر و حضر، مرض و صحت، عیادت و معالجہ، نزع و موت، تجہیز و تکفین، غسل و تدفین، ایصال ثواب و زیارت قبور۔

غرض حیات و ممات کے متعلق کوئی ضرورت ایسی نہ ہو جس کا رفع کرنا نہ سکھایا جائے، آداب مجلس جدا ہوں اور آداب مکالمہ جدا، طریق مراسلت علیحدہ ہو اور طرز مخاطبت علیحدہ، تہذیب و حفظ مراتب کا طریقہ الگ ہو اور مراعات و حسن مدارات کا انداز الگ، پھر اس میں طبقات مختلفہ کا بھی لحاظ رکھیں کہ بادشاہوں کو سیاست و آئین ملک داری سکھائیں، تاجروں کو اصول تجارت و طریق ربح و منافعہ بتائیں، زمینداروں، کاشتکاروں کو اس کی جملہ ضروریات

کاشت کے حسن و قبح الگ بتائیں اور اہل حرفہ و صنعت کوان کے گزران وتحصیل معاش کی صورتیں جدا تعلیم کریں، پھر اگر ملازم کوطریق خدمت سکھائیں تو آقا کو مخدومیت کے پہلوؤں سے آگاہ کریں اور شفقت ورحم دلی کا قانون پڑھائیں،عورتوں کوسلیقۂ خانہ داری بتائیں اور مردوں کو منتظم و مدبر ہونا سکھائیں۔بچوں کوادب اور بڑوں کے حقوق بتائیں تو بڑوں کوچھوٹوں کی تربیت وتعلیم کا سبق پڑھائیں،جس وقت سلطنت کی ضروریات تعلیم کریں تو جنگ ہو یا مصالحت،فتح ونصرت ہو یا شکست وہزیمت،حفاظتِ ملکی ہو یا محافظت سرحدی،نظم ونسق ہو یا عزل ونصب، فوج داری ہو یا دیوانی، پولیس ہو یا میونسپلٹی، محاصل ہوں یا جزیہ وٹیکس،فوج ہو یا سول۔غرض حفاظت ملکی کے متعلق کوئی محکمہ ایسا نہ ہوجس کے متعلق نافع اور معتدل تعلیم نہ دی جائے، پھر ہر محکمہ کے ہزارہا مقدمات دیکھئے اور ہر مقدمہ کا منصفانہ فیصلہ۔ اگر فوجداری ہے تو جرائم کی بحالت موجودہ سزااور آئندہ کے لئے انسداد کا طریق بتایا جائے،سزائے بید الگ ہواور سزائے حبس جدا،تعزیر علیحدہ ہواور قصاص ودیت علیحدہ، مجرم کی تلاش وتفتیش ہو، جرم کی سراغ رسانی و تحقیقات،گواہوں کی فراہمی وتصدیق کا طرز علیحدہ تعلیم ہواور منصف وجج کے حاکمانہ فیصلے اوراس کے نفاذ کا طریق جدا تعلیم ہو۔زنا وسرقہ،قتل واعانتِ قتل،غصب و ڈکیتی، بغاوت و بلوہ، جعل سازی و ازالہ حیثیت، تلبیس سکہ ودروغ حلفی، بدمعاشی و آوارگی، اغلام و لواطت، نباشی و اختطاف، جھوٹی شہادت و بے گناہوں پر تہمت،دغا وفریب وخیانت،ظلم ورشوت ستانی۔غرض کوئی جرم ایسا نہ ہوجس کی سزااور آئندہ کے لئے بالکلیہ انسداد کی صورت نہ بتائی جائے۔محکمہ دیوانی و مال میں لگان و مال گزاری، تحصیل وتشخیص، قرض وکنکوت،حق شفع ورہ گزر،وصیت ومیراث،زر نقد وجائیداد،منقول وغیر منقول،شہر ودیہات،مویشی و اراضی، دخلی و بیدخلی، تقسیم وترقی، زرعی و دکنی۔ غرض حقوق مالیہ کے متعلق کوئی مقدمہ ایسا نہ نکلے جس کا فیصلہ نہ سکھادیا جائے۔ محکمۂ بندوبست جدا ہواور محکمۂ انہار جدا، جنگلات علیحدہ ہواور ڈاک وتار علیحدہ،سررشتہ تعلیم الگ ہواور صیغۂ رفاہ عام الگ۔ بہرحال بقاءِ نظام سلطنت کے متعلق کوئی ضرورت ایسی نہ رہے جس کی کامل ومکمل اورحاوی وجامع تعلیم نہ دی جائے۔

اسی طرح تجارت میں کوئی چیز ایسی نہ نکلنے پائے جوتجارت کی قابلیت رکھتی ہواوراس کا حکم نہ بیان کیا جائے۔ غلہ ہو یا پارچہ، معدنیات ہوں یا نباتات،حیوان ہو یا جماد، پینے کی چیز ہو یا کھانے کی، زینت کا سامان ہو یا ضرورت کا، پہننے کے قابل اشیاء ہوں یا سونگھنے، دیکھنے کی اورآج موجود ہوں یا آئندہ قیامت تک پیدا ہونے والی ہوں، پہاڑی ہوں یا دیسی، بحری ہوں یا بری اورعربی وحجازی ہوں یا افریقی وہندوستانی۔ بہرحال ضروریات بشریہ کے متعلق کوئی شے ایسی نہ ہو جو بازار میں لاکر بیچی جاسکے اوراس کی مصلحت ومضرت کے بیان کرنے سے چشم پوشی ہوجائے۔ پھر اقسام تجارت میں نقد ہو یا ادھار، مشارکت ہو یا مضاربت، جائز ہو یا بدنی،صرافہ ہو یا نیلام،حوالہ وہنڈوی ہو یا مہاجنی لین دین اور مبادلہ ہو یا دلالی۔کوئی صورت ایسی نہ ہوجس کا حسن وقبح نہ بتایا جائے اورصرف بتانا ہی نہیں، بلکہ ایسا طریق تعلیم کیا جائے کہ خریدار کی رعایت جدا ملحوظ ہواور دکاندار کی منفعت جدا،خیار شرط بھی بتایا جائے اور خیار رویت و خیار عیب بھی،سوم الشرا کے قواعد الگ بیان ہوں اور اقالہ و واپسی بیع کے قواعد الگ، پھر قرض ہو یا استقراض،تمسک ہو یا رہن،ودیعت ہو یا امانت،ہبہ ہو یا عنایت، قطع شرکت ہو یا حساب فہمی، قبض ہو یا تصرف،غبن ہو یا خیانت اوردھوکا ہو یا دغا۔کوئی شق ایسی نہ نکلے جس کا حکم نہ بیان کیا جائے۔

اسی طرح زراعت میں زمیندار ہو یا کاشتکار اور زمین ہو یا مکان، جملہ ضروریات کا انتظام سکھایا جائے اورانتظام بھی ایسا کہ نہ مالک زمین کونقصان ہواور نہ مختق کاشتکار کی حق تلفی، سیر وشکمی کے احکام جدا ہوں اور مزارعت ومساقات کے احکام جدا، آبپاشی کے قوانین علیحدہ ہوں اور تلائی ودل چلائی کے قوانین علیحدہ۔ پھر زمین بنجر ہو یا شور کلر ہو یا بانگر، چاہی ہو یا بارانی، بھوڑ ہو یا کھادر،گھاس ہو یا غلہ،خودرو ہو یا کاشت کیا ہوا،باغات ہوں یا مزارع،درخت ہوں یا بیلیں،مور ہو یا پھل،کوئی حالت ایسی نہ ہوجس کے حسن وقبح اور معتدل و نافع احکام سے آگاہ نہ کردیا جائے، پھر خراجی علیحدہ ہو اور عشری علیحدہ، چری وبھوسہ علیحدہ ہواوراناج خوب جدا۔ غرض زمین کی پیداوار کے متعلق بھی کوئی صورت موجودہ یا آئندہ ایسی نہ نکلے جس کی مضرت ومنفعت سے آگاہ نہ کردیا جائے اوران ضروریات کی تعلیم بھی ایسی حاوی ہوکہ باہمی منازعت کا احتمال نہ رہے۔ادھر ژالہ باری و آفات سماوی کی رعایت ہوتو اُدھر چھوٹے ہوئے جانوروں کے کھیت برباد کرجانے تک کالحاظ۔

اسی طرح ملازمت کو دیکھئے تو نیابت سلطنت اوروزارت ونظامت سے لے کر دربانی وخدمت گاری تک سرکاری اورنجی جتنی بھی نوکری کی صورتیں نکلیں، سب کے حسن وقبح بیان کئے جائیں۔ تحصیل داری ہو یا پیشکاری،کلکٹری ہو یا ججی، منصفی ہو یا صدر الصدوری، قانون گوئی ہو یا بٹوارہ،امانت ہو یا پٹوارگری،محرری ہو یا نقل نویسی، چوکیدارہ ہو یا محصلی، رجسٹراری ہو یا پوسٹ ماسٹری، اورطباخی ہو یا خانساماں گیری،غرض اعلیٰ اوراونیٰ،رذیل اورشریف،جملہ ملازمتوں کی خوبی و بُرائی تعلیم کی جائے۔پھر ملازم کے لئے چستی اورانجام دہی خدمت کی ترغیب ہو،تو آقا کے لئے میانہ روی و حفظ مراتب کے ساتھ شفقت کے برتاؤ کی ترغیب،نوکر کوآقا کا دل ہاتھ میں رکھنے کا طریقہ سکھایا جائے،تو آقا کواپنے ملازم کی ہمت بڑھانے اور اپنا خیر خواہ بنانے کی صورت تعلیم کی جائے۔ (جاری ہے)

مولانا گل شیر شہیدؒ کی صاحبزادی کا سانحۂ ارتحال

حافظ نصیر الدین چونترہ، اٹک

شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد گل شیر شہیدؒ کی صاحبزادی، حضرت مولانا عطاء اللہ مرحوم کی اہلیہ اور حضرت مفتی ہارون مطیع اللہ کی والدہ محترمہ ۲۹ رجون ۲۰۱۲ء کو انتقال کرگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۱۹۳۵ء میں آپ کی ولادت ہوئی اور ۱۹۴۴ء میں حضرت مولانا محمد گل شیر شہیدؒ کی المناک شہادت کا واقعہ پیش آیا، اس طرح ۹ سال کی عمر میں یتیم ہونے کے بعد سے لے کر زندگی کے آخری لمحات تک مشن گل شیر شہیدؒ یعنی شریعت کے ہر معاملے میں اسلام کو مقدم رکھا، نہایت ہی غیرت مند، خوددار اور کسی کے سامنے ہرگز اپنی شکل کو ذکر نہ فرمانے والی عابدہ، زاہدہ اور مکمل شرعی پردہ فرمانے والی خاتون تھیں۔

راقم الحروف بچپن میں مرحومہ کے گاؤں ملہو والی ضلع اٹک میں زیر تعلیم رہا چونکہ ان کے اپنے بیٹے دیگر شہروں کے دینی مدارس میں زیر تعلیم تھے اور انہوں نے اپنے صاحبزادوں مولانا زکریا کلیم اللہ، مفتی ہارون مطیع اللہ، مولانا مکی امداد اللہ اور قاری باجی حماد اللہ کو صغر سنی میں ہی مدرسوں میں داخل کرادیا تھا لہٰذا ملہو والی میں واقع دینی مدرسوں میں زیر تعلیم طلبا کے ساتھ بے انتہا محبت فرماتیں ہم طلبا کے لئے گھر میں کھانا، لسی، بیر اور گڑ وغیرہ تیار رکھتیں، کپڑے دھونے کے لئے بالٹیاں، صابن وغیرہ ہمہ وقت طلبا علوم دینیہ کے لئے موجود رہتا، گاؤں میں موجود دو عدد مدرسوں کے تمام طلبا میں یہ بات مشہور تھی کہ کچھ بھی کھانا ہو جس وقت جو ضرورت کی چیز مطلوب ہو گاؤں میں ایک گھر موجود ہے کہ وہاں سے مل جائے گی، ملہو والی گاؤں میں اس وقت کے زیر تعلیم آج پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، تمام علماء اس بات کے گواہ ہیں کہ حضرت گل شیر شہیدؒ کی صاحبزادی حاتم طائی کی طرح سخی ہستی ہیں۔

راقم الحروف کے والد مولانا عبدالرحمٰن (چونترہ) بھی اس گاؤں میں زیر تعلیم رہے، وہ بتاتے ہیں کہ مرحومہ حضرت شیخ الحدیث مولانا نور محمدؒ کو ہر ہفتہ دیسی گھی میں چوری بنا کر دعوت فرمایا کرتی تھیں، حضرت بتاتے ہیں کہ حالانکہ مرحومہ کا اکلوتا بھائی گاؤں کے اندر انتہائی خوشحالی کی زندگی بسر کر رہا تھا مگر مرحومہ اور ان کے شوہر مولانا محمد عطاء اللہ مرحوم انتہائی عسرت و تنگی کے باوجود صبر و شکر کے ساتھ سخاوت کی زندگی بسر کر رہے تھے، علماء، طلبا کے لئے ان کا دسترخوان ہر وقت بچھا رہتا تھا۔

آپ فرمایا کرتی تھیں کہ کاش میں مولانا گل شیر شہیدؒ کا بیٹا ہوتی تو ان کی طرح دین حق کو پوری دنیا میں پھیلاتی، اولاً اللہ نے انہیں بیٹیاں عطا فرمائی تھیں مگر جب اللہ نے انہیں بیٹے عطا فرمائے تو مکمل طور پر انہیں دین کے لئے وقف کردیا، آپ کے صاحبزادے جب عملی طور پر دین کی خدمت میں لگ گئے تو اللہ کے فضل سے ہمیشہ مسرور رہتیں۔

گزشتہ برس کراچی میں اپنے بیٹے مولانا مفتی ہارون مطیع اللہ کے پاس جا کر دو مہینے تک قیام کیا اور ہر روز حضرت مفتی صاحب کا درس سماعت فرماتیں اور فرماتیں کہ الحمدللہ! اب میری زندگی کا مقصد مکمل ہوچکا ہے، زندگی کے آخری بارہ تیرہ دن چھوڑ کر (جو کہ بیماری کی نذر ہوگئے) پوری زندگی مہمان نوازی میں بسر فرمادی۔ راتوں کو اٹھ کر علماء، طلبا، مجاہدین اور اپنی پوری فیملی کے لئے خوب دعا فرماتیں۔ گزشتہ چودہ پندرہ برسوں میں تو دور دور سے علماء طلبا اور عوام مرد حضرات پردے میں اور مستورات خدمت میں حاضر ہوکر دعائیں کرواتے۔ مرحومہ کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ نہایت ہی مستجاب الدعوات ہیں جو کوئی ان سے فون پر یا حاضر ہوکر دعا کروالیتا اللہ کے فضل سے چند دنوں میں اس کی وہ مراد پوری ہوجاتی۔

غرض کہ پوری زندگی دینی حمیت میں بسر کردی اور تقریباً ۸۰ کے قریب پوتے، پوتیوں، نواسے، نواسیوں، دامادوں، بیٹوں اور بیٹیوں کو مکمل طور پر دین کا داعی بنایا، اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ ۱۹ رجون ۲۰۱۲ء کو علیل ہوکر چند دن پمز کمپلیکس اسلام آباد میں زیر علاج رہیں اور ۲۹ رجون ۲۰۱۲ء کو جمعۃ المبارک کو انتقال ونماز جنازہ و تدفین ہوئی۔ شدید گرمی کے باوجود اتنی بڑی نماز جنازہ شاید مولانا گل شیر شہیدؒ کی شہادت کے بعد گاؤں کے لوگوں نے نہیں دیکھی اور پھر انہیں حضرت مولانا محمد گل شیرؒ شہید کے ساتھ قبرستان میں ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کردیا گیا۔ آپ نے پسماندگان میں پانچ بیٹیاں، چار بیٹے اور ہزاروں علماء طلبا ومحبین سوگوار چھوڑے۔

آپ کی وفات کے ایک ہفتہ بعد جمعۃ المبارک مورخہ ۶ رجولائی ۲۰۱۲ء کو آپ کے صاحبزادے مفتی ہارون مطیع اللہ نواسۂ مولانا محمد گل شیر شہیدؒ کو حضرت گل شیر شہیدؒ کے جانشین کے طور پر اہل حق کی تمام جماعتوں اور علاقہ کی تمام برادریوں نے منتخب کیا۔ ☆☆☆

بقیہ:.......... اداریہ

اہلسنت والجماعت کے مرکزی ترجمان مولانا اورنگزیب فاروقی، جے یو آئی (س) کے صوبائی راہنما مفتی عثمان یار خان، جماعت اسلامی کے قائم مقام امیر برجیس طاہر ودیگر راہنماؤں نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم دارالعلوم کی انتظامیہ کے ساتھ ہیں اور حکومت کو یہ باور کرادینا چاہتے ہیں کہ اگر مدارس اور علمائے کرام کی طرف کسی نے بھی میلی نگاہ سے دیکھا تو علمائے کرام اور لاکھوں طلبا سڑکوں پر ہوں گے۔ وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کے رکن مفتی محمد نعیم نے کہا کہ دارالعلوم کراچی کا محاصرکوئی چھوٹی بات نہیں کہ ڈی جی رینجرز اور آئی جی سندھ کی جانب سے معافی مانگنے کی بات کرنے پر اسے نظرانداز کردیا جائے، ہمیں ان کی معافی قبول نہیں، وزیر اعظم معافی مانگنے کے لئے خود آئیں اور مفتی اعظم پاکستان کو یہ یقین دہانی کرائیں کہ آئندہ ایسی کوئی کارروائی نہیں ہوگی، بصورت دیگر وہ عید کے بعد وزیر اعظم نہیں رہیں گے۔ ان کی اس بات کی وہاں پر موجود تمام علمائے کرام نے تائید کی اور ہاتھ بلند کرکے کہا کہ اب اس واقعے پر وزیر اعظم کو ہی معافی مانگنی ہوگی، اس سے کم پر اب بات نہیں ہوگی، انہوں نے کہا کہ ہم قوم کی عید خراب نہیں کرنا چاہتے ورنہ احتجاجی تحریک چلانے کا مکمل ارادہ تھا۔ جماعت اسلامی رابطۃ المدارس العربیہ کے سربراہ قاری عمر اختر منصوری نے کہا کہ اس کارروائی کے ذریعے حکومت نے دینی تعلیم اور مدارس کا مذاق اڑایا ہے اور یہ ایک منظم سازش کا نتیجہ ہے اور اس کی کڑیاں امریکی جرنیل کے ایجنسیوں کے ہمراہ یہاں آپریشن سے متعلق دیئے گئے بیان سے مل رہی ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نے دارالعلوم کراچی پر کارروائی سے آپریشن کا آغاز کردیا ہے۔ جامعۃ المدارس العربیہ (السّلفیہ) سندھ کے صدر مولانا یوسف قصوری نے کہا کہ اگر معاشرے سے علماء کے کردار کو ختم کردیا گیا تو کوئی چیز بھی حکمرانوں کے قابو میں نہیں رہے گی۔ اہل سنت والجماعت کے مرکزی ترجمان اورنگزیب فاروقی نے کہا کہ دارالعلوم کراچی کے خلاف ہونے والی یہ کارروائی دراصل ملکی سلامتی پر ایک حملہ ہے، کیونکہ جن کے بڑوں نے ملک کے قیام میں ایک اہم کردار ادا کیا ہو ان کے ساتھ اس طرح کی توہین آمیز کارروائی عوام کو مشتعل کرے گی۔ حکومتی اقدام انتہائی غلط اور غیر دانشمندانہ تھا جس پر اسے معافی مانگنا ہوگی۔ جمعیت علمائے اسلام (س) کے مفتی عثمان یار خان نے کہا کہ یہ کسی جماعت یا تنظیم کا مسئلہ نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کی بات ہے، دینی مدارس اور علمائے کرام اسلام دشمنوں کی آنکھوں میں کھٹکتے ہیں اور یہ کارروائی بھی اسی کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔ جماعت اسلامی کے مقام مقام امیر برجیس طاہر نے کہا کہ صرف رینجرز اور پولیس کے حکام ہی اس کارروائی کے ذمہ دار نہیں بلکہ حکومت کی شہ پر یہ کارروائی ہوئی ہے۔ اگر حکام کی نظر میں دارالعلوم جیسے بڑے علمی مرکز کی اہمیت نہیں تو پھر کسی اور کی اہمیت کیا ہوگی؟ انہوں نے کہا کہ لگتا ہے یہ کارروائی بیرونی قوتوں کو خوش کرنے کے لئے کی گئی ہے۔ مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب نے اسے بیان کرنے کے لئے ایک علمی انداز اختیار کیا ہے، اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو حکومت کے خلاف انتہائی سخت لب ولہجہ اختیار کرتا۔ جے یو آئی (ف) کے راہنما قاری عثمان نے کہا کہ دارالعلوم پر کارروائی دراصل اسلام پر حملہ ہے، ہمیں ظالموں کو جواب دینا آتا ہے لیکن ہم صبر سے کام لے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت بدامنی کے ذمہ داروں کے خلاف تو کوئی کارروائی نہیں کرتی، لیکن اتنی بڑی دینی شخصیات کے خلاف کارروائیاں کرکے دنیا بھر کے کروڑوں لوگوں کی دل آزاری کا سبب بن رہی ہے۔ انہوں کہا کہ ہماری امن پسندی کی پالیسی کو کمزوری نہ سمجھا جائے۔" (روزنامہ امت کراچی، ۱۶ راگست ۲۰۱۲ء)

حکومت کو سوچنا چاہئے کہ اس وقت جب کہ ہمارا ملک پاکستان کئی ملک دشمن ایجنسیوں اور ان کے آلۂ کاروں کی وجہ سے مخدوش اور پریشان کن حالات سے گزر رہا ہے اور یہ مدارس اور ان کے زعماء عوام الناس کو حب الوطنی اور اپنے ملک کی حفاظت کا درس دے رہے ہیں، سوچنے کی بات ہے کہ ان کے خلاف یلغار اور ان سے محاذ آرائی کرکے یہ حکمران اور مقتدر طبقہ کن کے ہاتھوں کھیل رہا ہے اور کن کے ہاتھ مضبوط کررہا ہے؟؟۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه اجمعین

تعلیم وتربیت پر ماحول کے اثرات

محمد اعجاز مصطفیٰ

دین اسلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، جس نے اولاد، والدین، بڑوں، چھوٹوں، پڑوسیوں، مسلمانوں، حتیٰ کہ جانوروں تک کے حقوق وفرائض اور ذمہ داریوں کے بارہ میں واضح تعلیمات اور ہدایات دی ہیں۔ اگر ایک مسلمان صحیح معنوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوجائے تو قلب وقالب دونوں کی اصلاح ہوجائے گی، آخرت سے پہلے اس کی دنیوی زندگی بھی جنت کا نمونہ ثابت ہوگی۔ اس کی جان، مال، عزت، آبرو ہر چیز محفوظ ہوجائے گی۔ اس کے دل کو سکون نصیب ہوگا۔ اس کا دماغ وسوسوں، توہمات اور دنیوی تفکرات سے راحت پائے گا۔ مخلوق خدا کی محبت اس کے دل میں جگہ پائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر اس کو رحم آئے گا۔ مسلمانوں کی تکالیف، پریشانیوں اور ان پر مظالم سے اس کا دل دکھے گا۔ ان کی تکلیفوں، پریشانیوں اور مصائب وآلام کو دور کرنے کی ہر ممکن سعی کرے گا۔

لیکن ہائے افسوس! کہ مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات کو چھوڑ دیا، مغرب کی بے خدا قوموں کی اندھی تقلید کو اپنا شعار بنالیا، جس کی نحوست سے آج کا مسلم معاشرہ گناہ ومعصیت، فسق وفجور، بے حیائی وبے حجابی، حیوانیت وبہیمیت کے گرداب میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ آج کا مسلمان نفس پرستی، تعیش پسندی، اور خواہش برابری کے لئے اسلامی حدود کو پامال کررہا ہے۔ اخلاق وآداب، تہذیب وتمدن، تعلیم وتربیت اور سیاست ومعاشرت جیسے شعبوں میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور پیروی کو چھوڑ کرے دین، بے ہدایت اور بے خدا قوموں کی نقالی کو اپنے لئے سرمایۂ افتخار اور ان کے طور طریقوں اور عادات واطوار کے اپنانے کو اپنے لئے اعزاز سمجھ رہا ہے۔

خود غرض اور خود پسند مسلمانوں کی اکثریت کے دل میں اللہ کا خوف ہے، نہ آخرت کا ڈر ہے۔ نہ جنت کی تمنا اور طلب ہے، نہ اس کی جستجو اور کوشش ہے۔ ہر طرف ظلم وقساوت کا دور دورہ ہے۔ یہود ونصاریٰ کی تقلید وپیروی اور تہذیب وتمدن کا غلبہ مسلمانوں پر مسلط ہوچکا ہے۔ اور بالکل وہی صورت حال ہے جس کی نشاندہی نبی کرم، فخر مجسم، ہادی امم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساچودہ سوسال پہلے فرمادی تھی کہ:

"لَتَتَّبِعُنَّ سنن من کان قبلکم شبراً بشبر وذراعاً بذراع حتی لو دخلوا جُحْرَ ضب تبعتموهم، قیل یارسول اللّٰہ! الیهود والنصاری؟ قال: فمَنْ؟!"۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ، ص:۴۵۸)

ترجمہ: "تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی ہوبہو پیروی کروگے، یہاں تک کہ ان میں سے کوئی اگر گوہ کے بل میں داخل ہوگا تو تم بھی ہوگے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یہود ونصاریٰ (مراد ہیں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اور کون (مراد ہوسکتا ہے)؟"

اسلام نے تعلیم دی ہے کہ ایک مسلمان کی جب اولاد ہو تو اس کا اچھے سے اچھا نام رکھے۔ تعلیم وتادیب کے قابل ہو تو اسے بہتر سے بہتر تعلیم اور اسے اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کرے۔ شادی کے قابل ہو تو ایسے خاندان میں اس کا رشتہ تجویز کرے جو دینی اور اخلاقی دونوں اعتبار سے فائق ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

۱:..."من ابتُلِیَ من هذه البنات بشیء فاحسن إلیهن کُنّ له ستراً من النار۔" (متفق علیہ، مشکوٰۃ، ص:۴۲۱)

ترجمہ: "تم میں سے جس کی ان لڑکیوں سے آزمائش کی جائے اور وہ ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے تو وہ لڑکیاں اس کے لئے آگ سے پردہ (بچاؤ کا ذریعہ) ہوں گی"۔

۲:..."عن أنسؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیامة أنا وهو کذا وضم أصابعه۔" (مشکوٰۃ، ص:۴۲۱)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو بچیوں کی پرورش کی، یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ میں اور وہ اس طرح ہوں گے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں ملالیں"۔

۳:..."عن ابن عباسؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: مَنْ عال ثلاث بنات أو مثلهن من الأخوات فأدّبهنّ ورحمهن حتی یُغنیهن

اللّٰہ أوجب اللّٰہ له الجنة فقال رجل : یارسول اللّٰہ ! أو اثنتین؟ قال أو اثنتین......“ (مشکوٰۃ،ص:۴۲۳)

ترجمہ:”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے تین بیٹیوں یا ان کی طرح (یعنی تین) بہنوں کی پرورش کی، پھر انہیں ادب سکھایا اور ان پر شفقت کی، یہاں تک کہ اللہ انہیں (شادی، مال یا موت کے ذریعہ) غنی کردے تو ایسے آدمی کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کو واجب کردیا۔ ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! اگر دو ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بھی ہوں (یعنی تب بھی یہی بشارت ہے)۔“

۴:......”عن جابر بن سمرةؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم : لأن یؤدب الرجل ولدہ خیر له من أن یتصدق بصاع۔“ (مشکوٰۃ،ص:۴۲۳)

ترجمہ:”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی اپنے بچہ کو ادب سکھائے، یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ ایک صاع صدقہ کرے۔“

۵:......”عن أبی هریرةؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم : إذا خطب إلیکم من ترضون دینه وخلقه فزوجوہ إن لاتفعلوہ تکن فتنة فی الأرض وفساد عریض۔“ (مشکوٰۃ،ص:۴۲۳)

ترجمہ:”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس ایسے لوگ رشتہ بھیجیں جن کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو ان کا نکاح کردو، اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور بہت زیادہ فساد برپا ہوگا۔“

اولاد کے جوان ہونے کے بعد ان کی شادی میں تاخیر نہ کریں، کیونکہ شادی میں تاخیر بھی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں غلط راستہ اختیار کرنے کی تحریک پیدا کرتی ہے اور پھر اس کا گناہ اور وبال اُن کے باپ پر ہوتا ہے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”من ولد ولداً فلیحسن اسمه وأدبه فإذا بلغ فلیزوجه فإن بلغ ولم یزوجه فأصاب إثماً فإنما إثمه علی أبیه۔“ (شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر:۸۶۶۶، باب فی حقوق الأولاد والأهلین)

ترجمہ:”جس شخص کے یہاں بچہ پیدا ہو تو وہ اس کا اچھا سا نام رکھے، اس کی اچھی تربیت کرے اور جب بالغ ہوجائے تو اس کی شادی کردے، پس اگر بالغ ہونے کے بعد اس نے شادی نہیں کی اور وہ کسی گناہ میں مبتلا ہوگیا تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہوگا۔“

ہم نے ان تعلیمات کو چھوڑ کر اپنی اولاد کو صرف اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخل کرایا، جہاں لارڈ میکالے کا نصاب پڑھایا جاتا ہے، جہاں اسلامی عقائد پر کاری ضرب لگائی جاتی ہے، جہاں دین سے نفرت وبیزاری اور اسلام کی ہر بات میں تشکیک وتذبذب کا درس دیا جاتا ہے۔ ان تعلیم گاہوں میں مسلم نوجوانوں اور خواتین کی صورت وسیرت، وضع قطع، اخلاق ومعاشرت، تہذیب وثقافت کے تمام زاویے ہی بدل کر رکھ دیئے گئے اور مادیت کا اتنا درس دیا گیا کہ آج کا نوجوان اپنے ملک کے بجائے اغیار کے ممالک میں رہنے کو ترجیح دیتا ہے اور ایک مسلمان کے لئے اس وقت مسائل کھڑے ہوجاتے ہیں، جب اس کی اولاد جوان ہوجاتی ہے اور وہ اس تہذیب میں ڈھلنے لگتی ہے جس کو اس کے والدین نے پسند کیا تھا۔ اب ایسا مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ میں نے یہاں آکر دنیا تو کمائی، لیکن اپنی اولاد کی عزت وناموس اور شرم وحیا کو داؤ پر لگادیا۔ ایسے ہی ایک عبرت ناک واقعہ کی خبر ”روزنامہ امت“ میں بایں الفاظ چھپی ہے:

”لندن (امت نیوز) برطانوی عدالت نے پاکستانی نژاد جوڑے کو اپنی ۱۷ سالہ بیٹی کے قتل کے الزام میں عمر قید کی سزا سنادی ہے۔ انہیں کم از کم ۲۵ برس جیل میں قید کاٹنی پڑے گی۔ ٹیکسی ڈرائیور ۵۲ سالہ افتخار احمد اور اس کی اہلیہ ۴۹ سالہ فرزانہ نے غیرت کے نام پر اپنی ۱۷ سالہ بیٹی شفیلہ کو قتل کردیا تھا۔ برطانوی پولیس کے مطابق شفیلہ کو ۱۱ ستمبر ۲۰۰۳ء کو اس کے والدین نے قتل کردیا تھا، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ان کی بیٹی مغرب زدہ ہوگئی ہے اور خاندان کے لئے شرم کا باعث بن رہی ہے۔ مقتولہ نے والد کی خواہش پر شادی سے بھی انکار کردیا تھا۔ چیسٹر کراؤن کورٹ کے جج جسٹس روڈرک ایونز نے سزا سناتے ہوئے کہا کہ ماں باپ کی جانب سے اپنی بیٹی کو قتل کرنے کی وجہ صرف ”کمیونٹی“ ہے، جس میں وہ اپنے آپ کو شرمندہ محسوس کرتے تھے۔ فیصلہ سنائے جانے کے موقع پر ملزم جوڑے کے بیٹے جنید اور بیٹی مہوش بھی عدالت میں موجود تھے جو رونے لگے، جبکہ سزا پانے والی ان کی والدہ فرزانہ بھی کچھ لمحے سکتے میں رہنے کے بعد پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں۔ واضح رہے کہ مقتولہ شفیلہ کی لاش ٹکڑوں میں اس کے گھر کے قریب دریا کے کنارے سے ملی تھی۔ اپنے ماں باپ کے خلاف گواہی بھی اس بدقسمت جوڑے کی دوسری بیٹی ۲۴ سالہ علینا نے دی تھی۔“

ترقی دنیا اور مال ودولت کی طمع اور لالچ میں اس جوڑے نے اپنے دیس، ملک، خاندان اور اقربا کو چھوڑا، ایک بیٹی کا غیر شرعی اور غیر اخلاقی حرکات کی بنا پر قتل ناحق

کا ارتکاب کیا، دوسری بیٹی کو اپنا باغی بنایا، چھوٹے بچوں کو لاوارث اور بے سہارا کیا اور دونوں میاں بیوی کو کردہ گناہ کی سزا بھگتنے کے لئے جیل کی سلاخوں کے پیچھے قید ہونا پڑا۔ یہ ہے نتیجہ دیار غیر میں رہنے کا اور یہ انجام ہے اولاد کی دینی تعلیم و تربیت سے غفلت برتنے کا۔ اسی کو قرآن میں ”خسر الدنیا والآخرة“ کہا گیا ہے۔

نیک اولاد دین و دنیا کا بہترین سرمایہ اور آخرت کا بیش قیمت ذخیرہ ہے۔ اگر ان کی تعلیم و تربیت سے غفلت برتی گئی یا ان کی پرورش غلط بنیادوں پر کی گئی تو ایسی اولاد نہ صرف یہ کہ والدین کے لئے تباہی و بربادی کا سبب بنے گی، بلکہ ملک و قوم اور دین و مذہب کو بھی رسوا کرے گی۔ اس لئے شریعت مقدسہ نے اولاد کی اخلاقی، مذہبی، دینی، ہمہ قسم کی تعلیم و تربیت کا صحیح اور اعلیٰ انتظام کرنا ماں باپ کی ذمہ داری قرار دیا ہے اور ہر صاحب خانہ پر اپنی اولاد کی دینی تربیت اور اچھے اخلاق سکھانے کا فرض عائد کیا ہے، اس لئے کہ بچپن میں جس قسم کی تربیت ہو جاتی ہے، بڑا ہو کر آدمی اسی پر قائم رہتا ہے اور جو شخص جس روش اور عادت پر جوان ہوتا ہے اسی روش اور عادت پر بڑھاپے تک قائم رہتا ہے۔ اگر اولاد کو بچپن میں ہی غلط ماحول، غلط سوسائٹی اور غلط راستہ پر ڈال دیا گیا تو جوان ہو کر بھی وہ اسی غلط راستہ اور غلط روش کا انتخاب کرے گی۔ اب اس کو راہ راست پر لانا نہایت کوشش کے باوجود دشوار ہوگا اور سوائے تباہی و بربادی کے ان سے کسی خیر کی توقع اور امید رکھنا عبث ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کی اچھی تربیت کو بہترین عطیہ الٰہی فرمایا ہے۔

خلاصہ یہ کہ مسلمان کو بالعموم اور دیار غیر میں رہنے والے مسلم حضرات بالخصوص نوجوان بچوں کو صاف ستھرا اور پاکیزہ ماحول فراہم کریں۔ اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ اور قریب تر کرنے کے لئے حد درجہ محنت اور کوشش کریں۔ سیرت نبوی، اسلامی تاریخ، صحابہ کرامؓ کے واقعات، بزرگان دین کے قصے اور مفید ناصحانہ ملفوظات پر مشتمل کتب کا خود بھی مطالعہ کریں اور بچوں کو بھی ایسی کتب پڑھنے کی ترغیب اور تدبیر کریں۔ ان شاء اللہ! جس اولاد کی تربیت اس انداز پر ہوگی تو وہ اولاد والدین کی زندگی میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور مرنے کے بعد ان کی حسنات میں اضافے کا سبب بنے گی۔ ☆☆☆

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ
کی گراں قدر تصنیفات

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

مہد سے لحد تک پیش آنے والے انسانی زندگی کے ہر مسئلہ کا نہایت آسان اور عام فہم شرعی حل، جدید فقہی انسائیکلوپیڈیا، ہر گھر کی ضرورت، ہر مفتی کا معاون، انوکھے اور نئے انداز کا فقہی ذخیرہ۔
(تخریج و اضافہ شدہ جدید ایڈیشن) رعایتی قیمت:2700روپے
عام ایڈیشن دس جلدیں مکمل (رعایتی قیمت 1300روپے)

مَعارفِ نبوی ﷺ
احادیث نبویہ کا آسان اور عام فہم ترجمہ و تشریح (جلد ۴)

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے سنن ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح اور مشارق الانوار سے جو درس حدیث دیا ہے ان احادیث کی سادہ، عام فہم تشریح و توضیح کے علاوہ حدیث کے موضوع پر جو کچھ بھی تحریر فرمایا ہے اس خزانہ عامرہ کو چار جلدوں میں مرتب کیا گیا ہے۔ علماء، طلباء اور عوام الناس کے لئے احادیث نبویہ کا بہترین گلدستہ

رعایتی قیمت عام ایڈیشن:950روپے
رعایتی قیمت اعلیٰ ایڈیشن:1500روپے

اصلاحی مواعظ (آٹھ جلدیں)

حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے ذوق و مزاج پر اصلاحی رنگ غالب تھا، چنانچہ آپ کے وعظ اور بیانات حد درجہ مفید، نفع رساں اور خیر خواہی کے جذبہ سے سرشار ہوتے تھے۔ مختلف مواقع پر کیسٹ شدہ مواعظ کو صاف کرکے آٹھ جلدوں میں ”اصلاحی مواعظ“ ترتیب دی گئی ہے

رعایتی قیمت:1000روپے

علاوہ ازیں حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی مکمل تصانیف کا سیٹ خریدنے پر خصوصی رعایت کی جائے گی، مزید معلومات کے لئے درج ذیل پتہ پر رابطہ فرمائیں:

مکتبہ لدھیانوی 18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی
021-34130020-0321-2115595-0321-2115502
www.shaheedeislam.com

جنت میں گھر بنائیے!

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیرِ اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ

سیکٹر ۱۷۔بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے

آئیے۔۔۔اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے

رابطہ: 0300-9899402، 0321-2277304